کنواری بیچاری

انعم خان

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

WWW.PAKSOCIETY.COM

کنواری بیچاری

انعم خان

نہ رنگ ہمارے رہے' نہ خواب ہمارے رہے
نہ ہم اپنے رہے' نہ تم ہمارے رہے
میرے ویران دریچوں میں ٹھہر گیا دکھ ہجر کا
چاندراتیں' نہ نیل صمیں گنگناتے لمحے ساتھ تمہارے رہے

مرحومہ محترمہ فرحت آراء کے نام

میری ادبی زندگی کا اہم ستون' جنھوں نے مجھ حقیر سے پتھر کو تراش کر لکھنے کا حوصلہ دیا۔ میری رہنما' قابل عزت فرحت آراء صاحبہ! آنچل میں میری پہلی کہانی ''کنوارے بے چارے'' کے بعد انہوں نے بارہا مجھے ''کنواری بے چاری'' بھیجنے کو کہا مگر میری نااہلی کہ میں ان کی زندگی میں بھیج نہ سکی۔ اس کا افسوس رہے گا لیکن ان کے انتقال کے بعد میں نے خاص ان کے لیے اس تحریر کو مکمل کیا۔ ان کی محبت میں لکھا اس تحریر میں میرے قلم سے نکلا حرف حرف ان کے نام کرنا چاہوں گی۔ دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرحت پھوپی کو کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے' آمین۔

❁ ❁ ❁
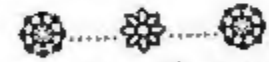
شہلا بھابی نے کانوں کو ہاتھ لگایا' ساتھ ہی چہرے پر بڑی مہارت سے حیرانی کے آثار لاکر شوہر سے آنکھ بچا کر منجھلی دیورانی فوزیہ کی طرف تمسخرانہ نظروں سے دیکھا۔ وہ بھی کوئی لمحہ ضائع کیے بنا زہریلا تیر زبان کی کمان سے نکال گئیں۔

''کچھ شرم کرو فروا! بہت بے لگام ہوتی جارہی ہو کسی کا تو لحاظ کرلیا کرو اور یہ کہ کس سے بات کررہی ہو۔'' فوزیہ زہر اگلتے لہجے میں بولی۔ عمران بھی غصے میں تھا۔ ہاتھ میں پکڑا تولیہ چارپائی پر پھینکا البتہ منہ سے کچھ نہ بولا۔ قریب بیٹھے سب سے بڑے یاسر بھائی کا دماغ بھی گرم تھا جب کہ فروا کو بھابی کی بات گویا پتنگے لگا گئی۔

''یہ میرا ذاتی مسئلہ ہے بھابی! آپ کچھ نہ بولو تو بہتر ہے۔''

''بکواس بند کرو اپنی۔'' عمران مزید چپ نہ رہ سکا بیوی کے لیے بہن کا یہ انداز ایک آنکھ نہ بھایا۔ ''سمجھتی کیا ہو تم ہمیں' ہم چپ ہیں تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ کچھ کر نہیں سکتے۔ بہت سن لی تمہاری' اب تم وہی کرو گی جو ہم چاہیں گے۔ میں ایک لفظ مزید انکار کا نہ سنوں گا' اب' بٹھا لو ذہن میں یہ بات اور زبان بھی سنبھال کر رکھو۔'' عمران چلایا۔ بہن کی عزت افزائی پر بھابیوں کی آنکھیں چمکیں مگر اس کو کوئی حیرانی نہیں ہوئی بھابیاں تو اپنی جگہ اسے بھائیوں سے بھی یہی توقع تھی۔

''زبان تو سنبھال کر ہی رکھی ہوئی تھی مگر اب مزید نہیں جہاں اب تک ہزاروں قابل رشتے ٹھکرائے وہاں اس بڈھے کے لیے بھی انکار کردوں گی۔ اپنا کماتی ہوں کسی کے سامنے کبھی دست سوال دراز نہیں کیا پھر کیوں آپ کی زیادتی برداشت کروں۔'' وہ قطعیت سے بولی۔ انداز بے پروا' زبان بے باک تھی۔ اندر کمرے میں ربیعہ دکھ دیا

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

سے سب سے جا رہی تھی۔ برآمدے میں تخت پر بیٹھی خالدہ بانو جوڑوں کے درد میں مبتلا تھیں' سنگین ہوتے ہوئے معاملے میں زبان تک ہلانے سے قاصر تھیں کہ بولنے کا کوئی فائدہ نہیں' اس گھر میں کوئی کسی کی سنتا ہی کب ہے۔ سب میں اکڑ اور غصہ انتہا کا تھا۔ لڑائی تو روز کا معمول تھی' سب اپنی من مانی کرتے۔ یاسر کو اس کی بات سے مزید تپ چڑھی' غرا کے چارپائی سے اٹھا۔

"دیکھ لو سر چڑھانے کا نتیجہ۔" شہلا نے جلتی پر تیل ڈالا۔

"انکار کی وجہ بھی بے تکی۔" فوزیہ بھلا کیوں پیچھے رہتی' فوراً ٹکڑا جوڑا۔ درخت سے ٹیک لگائے عدیل نے بے فکری سے سر جھٹکا اور نظریں موبائل اسکرین پر جمائیں۔ اسے نہ گھر کے معاملات میں دلچسپی تھی نہ بہن کے فیصلے اور لڑائی کی پروا۔

"آپ لوگوں کو میری فکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ میں پڑھی لکھی ہوں اٹل فیصلہ کر چکی ہوں پھر روز روز کے تماشے سے کیا فائدہ؟ گلی محلے والے سب سنتے ہیں' خدارا بخش دیں مجھے۔ نہیں کرنی مجھے شادی......" اُم فروا کے ضبط کے بندھن ٹوٹ گئے' لہجہ اگرچہ مضبوط تھا مگر جانے انجانے میں اس نے بھڑوں کے چھتے کو چھیڑا تھا۔

"کہا تھا میں نے مت پڑھاؤ مہارانی کو مگر نا جی' کامل سائیں پہلے خود پڑھے تو سوچ بدلی' عورت کی آزادی کے حق میں بولے اور اسے پڑھایا' اب نتائج دیکھ لو پہلے سہیل سے شادی کو انکار کیا' بدزبانی الگ' نہ باپ کو دیکھتی ہے نہ بھائی کو۔ بڑھاپا شروع ہونے کو ہے مگر اب تک کنواری۔ اب بڑی مشکلوں سے توقیر کو راضی کیا مگر یہاں تو محترمہ کے مزاج ہی نہیں مل رہے۔ چار پیسے کیا کما لیے خود ہر فیصلہ کرنے لگی۔" یاسر پھٹ پڑا۔ بھائی کا غصیلا استہزائیہ انداز' فروا کا دل بھر آیا پر ظاہر نہ کیا۔ ہاں اس کی آنکھوں کے گوشے بھی نم ہوئے تھے۔ عمر اور بن بیاہی کا طعنہ' کیا کوئی بھائی اس حد تک بھی جا سکتا ہے۔

"ایسے فیصلے کو ہم کب تک مانیں گے؟ لوگوں کی باتیں تو ہمیں سننی پڑتی ہیں۔ سو طرح کے سوال اٹھتے ہیں' پہلی سے رشتہ کیوں ٹوٹا؟ یہ ابھی تک کنواری کیوں ہے؟ اسے گھر بٹھا کر ہم اس کی کمائی تو نہیں لوٹ رہے؟ کہیں اس کا کردار......؟" عمران نے شدید طیش کے عالم میں بھی بات ادھوری چھوڑی۔ مگر یہ ادھوری بات واضح تھی۔ وہ کلس کے گئی' اب کے الفاظ و زبان نے بھی ساتھ چھوڑا۔ عمران کی اس نامکمل بات سے فوزیہ کو بڑی تقویت ملی۔

"اور نہیں تو کیا' ہم کب تک کانوں میں روئی ٹھونسیں' خاندان والے بھلے چپ سادھے رہیں پر لوگ تو پوچھتے ہیں۔ ایسے میں انہیں اس کا فیصلہ نہیں بلکہ کردار و سیرت مشکوک لگتی ہے۔ جوان تھی خوب صورت تھی کئی رشتے بھی آئے پر بات کہیں نہ چلی۔ خود تو محترمہ آئیں صاف انکار کیا اور چلی گئیں۔ کڑوے کسیلے سوالوں کے جوابات تو ہم بے چاری بھابیوں کو دینے پڑتے ہیں۔" اُم فروا کا دل چاہا آگے بڑھ کر فوزیہ کا منہ نوچ لے۔ کھری کھری سنائے مگر بات پہلے سے بہت آگے نکل چکی تھی' وہیں آفس سے تھکا ہارا وجود لیے کامل دروازہ کھول کے اندر داخل ہوا ماتھے پر ناگواری کی سلوٹیں ابھر چکی تھیں۔ یاسر کی آواز پھر سے ابھری۔

"اب میں دیکھتا ہوں کہ یہ کیسے انکار کرتی ہے' بہت سر چڑھا لیا اسے۔ بہت من مانی کر لی تم نے مگر سن لو میرا فیصلہ توقیر کے معاملے میں اگر تم بولیں تو تمہارے ہاتھ پاؤں توڑ دوں گا پھر پڑی رہنا ایک کمرے میں بند' شادی نہ کرنے کا شوق پورا کرنے کے لیے' کرنا پھر اپنی کمائی کی باتیں۔" ہاتھ اٹھانے کی کسر باقی تھی' باقی سب باتیں تو وہ جانے کب سے سنتی آ رہی تھی۔ یاسر تحکم سے کہتا چلا گیا۔ عمران بھی ہٹ گیا' دروازے کے قریب کھڑے کامل نے بغور سب کو دیکھا۔ شہلا بھابی کے چہرے پر مکارانہ مسکراہٹ تھی۔ فوزیہ کی استہزائیہ نظریں ہنس رہی تھیں۔ خالدہ بانو معمول کی ٹوٹو میں میں کے بعد بے آواز رو رہی تھیں جب کہ اُم فروا...... خاموش' اداس' بے یقین سی' ہر روز کی طرح دل شکستہ سوگواریت لیے چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی کچھ ہی پل میں منظر سے اوجھل ہوئی' وہ اپنے کمرے میں چلا آیا۔ ربیعہ

نے آگے بڑھ کر اس سے بیگ لیا' سلام کیا' کوٹ اتار کر چینج کرنے لگی۔ وہ بیڈ پر جیسے ڈھے سا گیا۔

"کیا ہوا؟ بہت تھک گئے ہیں آج۔" فکرمندی سے استفسار کیا۔

"اوں..... نہیں۔" نفی میں سر ہلایا پھر پوچھا۔ "یہ توقیر کا معاملہ کیا ہے' لڑائی کیوں ہو رہی تھی؟"

"توقیر یاسر بھائی کے کولیگ ہیں' فروا کا رشتہ مانگا ہے' عمر پینتالیس سال مگر غیر شادی شدہ۔" مختصراً بتایا۔

"لڑائی کی وجہ؟"

"فروا کا صاف انکار۔" ٹکا سا جواب دے دیا۔

"اب انکار کی وجہ کیا ہے؟"

"کچھ خاص نہیں بس وہی مرد ذات سے نفرت' سب کی نظر میں فروا کا انکار قابل ملامت ہے اور یہ کہ اس کی ہٹ دھرمی میں کہیں نہ کہیں قصوروار آپ بھی ہیں۔ سب کا خیال ہے اگر آپ اسے پڑھانے کی ضد نہ کرتے تو بہت پہلے اس کی شادی ہو گئی ہوتی۔ وہ یوں بھائی باپ کے سامنے زبان نہ چلاتی۔" کامل بیوی کی بات پر خاموش رہا۔ "لیکن میں نے محسوس کیا ہے وہ بظاہر جتنی بھی بدزبان سہی پر اندر سے ٹوٹتی جا رہی ہے اس کا مضبوط لہجہ بہت بے بس ہوتا جا رہا ہے۔ شہلا اور فوزیہ بھابی کی کاٹ دار باتیں' یاسر بھائی کا جابرانہ انداز' عمران بھائی کی غصیلی باتیں' مجھے تو ڈر ہے کامل کہ کہیں وہ بکھر نہ جائے۔" ربیعہ کو فکر لاحق ہوئی۔

"ہم کر بھی کیا سکتے ہیں' وہ شروع سے بہت ضدی ہے۔ اسے قائل کرنا بہت مشکل بلکہ ناممکن۔" ایک عمیق مایوسی اس کے لہجے میں تھی۔

"ناممکن سہی پر آپ خود سوچیں کامل! بھائی بھابیوں کے آگ برساتے لہجے' مرنے مارنے کی دھمکی...... کیا یوں اس کے دل میں موجود کثافت کا خاتمہ ممکنات میں شامل ہے؟" کچھ دیر پہلے والی لڑائی سے ربیعہ خاصی مایوس تھی۔ دل سے فروا کے لیے فکرمند تھی۔ کامل لاجواب سا ہو کر رہ گیا۔

"اس گھر کے ماحول نے اس کے اندر ڈر بٹھا دیا ہے' سب کی اپنی سوچ ہے کوئی یہاں کسی کی پروا نہیں کرتا۔ ایسے میں وہ بالکل اکیلی ہو کر رہ گئی ہے' ہمیں اس کی سوچ بدل کر اس کے دل کو تمام ڈر' خوف اور تنفر سے پاک کرنا ہوگا۔ کم از کم اب آپ کو یا مجھے مثبت انداز میں فروا کے بارے میں سوچنا چاہیے۔"

"مگر کیسے؟" اس نے پُرسوچ انداز میں پوچھا۔

"ابھی کچھ نہیں کہہ سکتی لیکن میں آپ سے وعدہ کرتی ہوں کامل! کہ میں اب فروا کو اکیلا نہیں چھوڑوں گی۔ اس کی ضد اور بدزبانی محض ظاہری ہے۔ میں اس کی سوچ کو نیا رخ دے کر اسے شادی کے لیے آمادہ کروں گی لیکن اس کے لیے مجھے آپ کا ساتھ چاہیے' دیں گے آپ؟" وہ پُرعزم سی اس سے پوچھ رہی تھی۔ وہ دھیرے سے مسکرایا۔ اپنی پسند پر اسے ہمیشہ سے فخر تھا۔

"یس مائی لولی وائف!" اس نے اثبات میں سر ہلایا پھر پیار سے اسے دیکھا' آنکھوں سے دل میں اتارا اور خود سے قریب کر لیا۔

"تھینک یو سوچ۔" وہ تشکر سے مسکرا دی۔

❁……❁……❁

اُم فروا نے اندر داخل ہوتے ہی دروازہ بند کر لیا' کھڑکی کے پاس چلی آئی۔ دل عجیب کیفیت کا شکار تھا۔ سوچوں میں انتشار برپا تھا۔

کیا اپنے کیا پرائے' گھر بھر کے مکین تک اس کی سوچ کے مخالف تھے۔ ایسے میں وہ کس سے اپنے خیالات' اپنے جذبات شیئر کرتی؟ ہر روز کی لڑائی وہ اندر سے کمزور ہونے لگی۔ اس کا فیصلہ ہر گزرتے دن کے ساتھ اسے پامال کرنے لگا تھا۔ وہ رنجور دل' متورم آنکھیں لیے مسہری پر جا بیٹھی۔ آنکھیں موندے اور ہاتھوں سے چہرے کو ڈھانپ دیا۔

"کیا عورت اپنی مرضی سے جی بھی نہیں سکتی......؟" کلس کر سوچا۔ دل میں کرب کی لہر سی اٹھی۔ "کیا فیصلے کا اختیار صرف مرد کو حاصل ہوتا ہے۔ عورت اپنی زندگی کا فیصلہ نہیں کر سکتی؟" ایک سوال سوچ بن کر ابھرا۔ اسی اذیت

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

کشمکش میں تمام رات گزاری مگر نتیجہ اخذ نہ کرسکی۔ سر درد سے بوجھل تھا۔ رات کھانا بھی نہ کھایا' کمرے میں ہی بند رہی۔ اب چائے کی طلب کے ساتھ بھوک بھی جاگی' منہ ہاتھ دھویا' فریش ہوئی' ایک نظر خود کو آئینے میں دیکھا آنکھیں معمول سے ہٹ کر سوجی ہوئی تھیں۔ باہر نکلی' کچن کی طرف آئی جہاں ربیعہ موجود تھی' وہ خاموشی سے کرسی کھینچ کر بیٹھ گئی۔

"گڈ مارننگ!" ربیعہ پڑھی لکھی تھی ملنسار طبع' خوش دلی سے اسے مخاطب کیا۔ جواباً اس نے بھی زبردستی ہونٹ پھیلائے' کل سے جیسے دل کا زور ختم ہوچکا تھا۔

"گڈ مارننگ!" دھیرے سے سر کو جنبش دی۔

شہلا اور فوزیہ کے برعکس ربیعہ خوش اخلاق تھی۔ زبان کو اختیار میں رکھتی' سب کی ہمدرد' اپنے پرایوں کی خیر خواہ تھی۔ کبھی کبھار اگر فروا کا دل چاہتا تو اس سے ڈھیروں باتیں کرتی۔

"ناشتہ ٹھیک سے کرنا' رات کھانا بھی تم نے نہیں کھایا۔" ربیعہ نے ناشتے کے ساتھ دیگر لوازمات اس کے سامنے رکھے۔ اس نے محض اثبات میں سر ہلانے پر اکتفا کیا۔

"اماں نے ناشتا کیا؟" کچھ دیر میں یاد آیا تو فوراً استفسار کیا۔ ہمیشہ سے وہی ماں کے لیے ناشتا تیار کرتی' صبح سویرے ہلکی پھلکی گفتگو بھی کرلیتی۔ آج خود دیر سے باہر آئی' فکر سے پوچھا۔

"سنو! آج اسکول سے چھٹی کرلو۔" ربیعہ بغور اسے دیکھتے ہوئے بولی۔

"کیوں؟" وہ حیران ہوئی۔

"تم بہت پریشان لگ رہی ہو' آنکھیں بھی سوجی ہوئی ہیں۔ اسکول میں سب وجہ پوچھیں گے' کیا جواب دو گی؟" اسے اندازہ تھا کہ فروا ساری رات روتی رہی ہوگی۔

"کیا اپنا آپ سب کے سامنے ہمدردی کے لیے لانا ہے؟"

"نہیں پر جتنے منہ اتنی باتیں۔ کوئی کسی کی تکلیف یا مجبوری نہیں دیکھتا۔ ہر ایک کو تفریح چاہیے۔ چاہے اس سے کسی کو اذیت ہی کیوں ملے۔" ربیعہ صاف گو تھی۔

"لیکن اس گھٹن زدہ ماحول میں جو اذیت مجھے ہے اس کے سامنے لوگوں کی باتیں' سوال' طنز میرے لیے کچھ بھی نہیں۔ اسکول میں پانچ چھ گھنٹے کم از کم ان جھمیلوں سے دور تو رکھتے ہیں۔" کہتے ہی چائے کا کپ منہ سے لگایا۔

ابھی بات تازہ تھی ربیعہ نے قصداً بات بڑھانے سے دریغ کیا کہ ابھی وہ خود فروا کے لیے سوچنا چاہتی تھی۔ فروا کا فیصلہ دس سال پرانا تھا۔ جسے بہت سے منفی رویوں نے پائیداری بخشی۔ اسے اپنے فیصلے پر ڈٹے رہنے کی طاقت دی۔ سب کی نظر میں وہ بدزبان' بے لگام' بدلحاظ ٹھہرائی گئی۔ یاسر اور عمران اسے اکثر و بیشتر مارنے کی دھمکی دیتے مگر وہ جیسے خود کو ان سب ڈراوؤں دھمکاوؤں سے بے پروا ہو چکی تھی۔

ربیعہ پڑھی لکھی تھی چھ سال قبل کامل سے بیاہ کر اس گھر میں آئی تو دھیرے دھیرے جاننے لگی' اس گھر کا ماحول ہی الگ تھا کامل کو چھوڑ کر کسی کی زبان میں ادب احترام کا نام و نشان تک نہ تھا۔ غصہ سب کی ناک پر دھرا رہتا۔ شہلا تو یاسر چھوٹی چھوٹی بات پر مارتا یا لتاڑتا رہتا' نہ ڈر نہ خوف شہلا شوہر کو جواب دیتی۔ فوزیہ عمران سے کبھی کھانے کو لے کر کبھی بچوں کی وجہ سے تو کبھی بلاوجہ دن میں دو چار تھپڑ تو ضرور کھاتی مگر ایسی ڈھیٹ ہڈی تھی کہ اس کے باوجود بھی ہر وقت فساد پھیلائے رکھتی۔ عمران کو ماں بہن کے خلاف بھڑکاتی۔ جب کہ ربیعہ خود ایک مہذب گھرانے سے تھی' ہر بات میں سلجھاؤ' ہر کام میں سلیقہ مند۔ شوہر سمیت سب کی عزت کرتی' گھر بھر کی خدمت کرتی۔ من پسند بیوی' قابل رشک بہو تھی۔ بات کرتی تو نرم لہجے میں دھیمی آواز سے۔

"اچھا میں چلتی ہوں۔" فروا اٹھ کھڑی ہوئی۔

"اوکے اللہ حافظ۔"

"اللہ حافظ۔" وہ الوداعی کلمات کہتی اسکول کے لیے نکل آئی۔ دماغ عجیب الجھنوں میں پھنسا تھا' ربیعہ کی بات درست نکلی۔ اسکول میں سبھی نے اترے چہرے سوجی آنکھوں کی وجہ پوچھی۔ سب کو ٹال گئی' جواب کیا دیتی۔

آج کا دن بھی بے کیف گزرا۔

نہ کوئی تبدیلی محسوس ہوئی نہ طبیعت میں خوش گواری۔ گھر واپسی کا سفر تھکان سے بھرپور تھا۔ بوجھل قدموں سے چوکھٹ پار کی' صحن میں بھتیجے بھتیجیاں کھیل رہے تھے' بھی اسے پیارے تھے پر اس وقت وہ بنا ان پر توجہ دیے آگے بڑھی' چارپائی پر لیٹی خالدہ بانو کو سلام کیا تو قریب سے گزرتی شہلا کی آواز سماعتوں سے ٹکرائی۔

"لو آگئیں مہارانی! جانے کب چھٹکارا ملے گا اس سے؟" آتے جاتے ایسی باتیں اکثر اسے تپانے کے لیے سنائی جاتیں مگر وہ عادی ہوچکی تھی' کوئی جوابی حملہ نہ کیا۔ اٹھ کر کمرے میں گئی' لباس بدلا' منہ ہاتھ دھویا کچن کا رخ کیا' اپنے اور اماں کے لیے کھانا نکالا اور ان کے پاس آگئی۔ خالدہ بانو کو سہارا دے کر بٹھایا اور بسم اللہ پڑھ کے کھانا شروع کیا۔ ساتھ ہی سارا سارا دن چپ لیٹی اماں سے ہلکی پھلکی گفتگو کرتی رہی' کھانے سے فراغت کے بعد برتن سمیٹنے لگی تبھی آہنی دروازہ زور سے کھلا۔ یاسر عجلت میں اندر داخل ہوا' ہاتھ میں بہت ساری چیزیں' مختلف پھل' کیک وغیرہ وہ حیران ہوئی اندر خطرے کی گھنٹی بجی' یاسر نے تمام چیزیں شہلا کو تھمائیں ساتھ ہی تاکید کی۔

"کوئی کمی کوتاہی نہ ہو' سب کو بتادو شام کو تو ثیر کی ماں بہنیں آرہی ہیں' میں کوئی گڑبڑ برداشت نہیں کروں گا۔" آواز بلند تھی' مقصد اسے سنانا تھا' کہتے ہی واپس پلٹ گیا۔ اس کو شدید غصہ آیا' شہلا طنزیہ و استہزائیہ مسکرائی پھر آگے بڑھی۔ چھت سے کپڑے اتار کر سیڑھیوں سے نیچے آتی فوزیہ نے بغور اسے دیکھا۔ قوی امید تھی شام تک پھر تماشا شروع ہوجاتا تھا' پھر لڑائی ہوتی شاید پہلے سے شدید۔ اُم فروا کے چہرے پر غصے' بے یقینی' ناگواری کے ملے جلے تاثرات تھے۔ ماں کی طرف دیکھا جو پہلے سے بے بس بیٹوں کی سخت خو سے خائف تھیں مگر بیٹی کے حق میں بولنے سے قاصر' اس کی حمایت کے قابل ہی نہ تھیں۔ وہ پیر پٹختی اندر کو بڑھی۔ اپنی سوچ' جذبات' فیصلے کے بے مول کیے جانے پر اس کی دماغی رگ گویا پھٹنے کو تھی۔ سوچیں الگ روش اختیار کر بیٹھیں۔ بھائی......! ایک رشتہ پیار کا جسے ہر بہن اپنا مان سمجھتی ہے' اپنا محافظ مگر یہاں سب الٹا تھا۔ تحکم بھرا رویہ' سپاٹ انداز' کڑوی باتیں' نہ مذاق نہ شرارت' بات بے بات لڑائی' ہر فیصلے کی مخالفت' بے جا سختی...... کیا بھائی ایسے ہوتے ہیں؟

"کیا میرا وجود اس گھر میں بہت ناگوار ہے۔ میں بوجھ ہوں ان سب پر' میری سوچ میرا فیصلہ کوئی معنی' اہمیت نہیں رکھتا آخر کیوں؟ نہیں کرنی جب مجھے شادی تو کیوں پھر مجھے مجبور کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔" وہ خود سے پوچھنے لگی۔

عورت مرد کی محتاج' اس کی رعایا بن کے رہے' سب مرد ہی چاہتے ہیں۔ اپنی حکومت اپنا تسلط قائم کرنا چاہتے ہیں۔ وہ سب باتوں سے قطع نظر محض اپنے نکتہ نظر سے سوچنے لگی۔ اسے اختلاف عورت و مرد کے بیچ حائل تضاد پر تھا۔ اسی لیے برسوں پہلے اپنے ذہنی و قلبی سکون کے لیے فیصلہ کیا' جو اس گھر میں موجود مردوں نے بے مول سمجھا اور اب تک مخالف تھے۔

"مگر نہیں......" اس کے اندر سے آواز ابھری۔ بے بسی کا تاثر پرے دھکیلا۔ "میں اپنی زندگی خود جیوں گی' کسی بھی حکم پر سر تسلیم خم کیے بغیر۔" ساتھ ہی شام کے لیے بندوبست بھی سوچ لیا۔ "جس کو جو کرنا ہے کرے۔" وہ یک دم بے فکر و بے نیاز ہوئی۔ دل مطمئن سا ہوگیا۔ مسہری پر لیٹ کر آنکھیں موند لیں۔

❁......❁......❁

ایک بار...... دو بار...... پھر بار بار......! دروازے پر ہوتی دستک میں شدت آگئی' پر وہ ٹس سے مس نہ ہوئی' البتہ لب آپ ہی آپ مسکرائے جارہے تھے جب کہ باہر سب کا خون کھول رہا تھا۔

"دروازہ کھولو فروا...... ورنہ مجھ سے بُرا کوئی نہ ہوگا۔" یاسر غرا کے بولا۔ دھمکی دی' ساتھ ہی شدت سے دروازہ کھٹکھٹایا۔ مگر اسے نہ غصے کی فکر تھی نہ دھمکی کا خوف۔ اپنا کرنا وہ کرچکی تھی' تو ثیر کی ماں بہنیں آئیں اور مایوس سی واپس

www.paksociety.com
www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM

پلٹ گئیں۔ فروا ٹھیک ان کے آنے سے قبل اپنے کمرے میں گئی اور اندر سے کنڈی لگادی۔ توثیر کی بہنوں نے اسے دیکھنے کی فرمائش کی' اس کا انتظار کیا۔ شہلا نے کئی چکر اس کے کمرے کے کاٹے' باہر سے آوازیں دیں' بعد میں ہونے والے بُرے نتائج کا ڈراوا دیا مگر اس نے اندر ہی سے صاف انکار کیا اور باآواز بلند اچھے بُرے الفاظ کا استعمال بڑے دھڑلے سے کیا۔ جسے ان لوگوں نے بآسانی غور سے سنا اور پہلی آمد کو آخری آمد کہہ کر اجازت چاہی۔

"ہمیں یہ امید ہرگز نہ تھی' خود بلا کر جو عزت آپ لوگوں نے کی ہے وہ ہم نہ بھولیں گے اور نہ ہی ہمیں اپنے بھائی کے لیے ایسی بدلحاظ بداخلاق' بدزبان لڑکی چاہیے۔ خوامخواہ آپ لوگوں نے ہمارا وقت برباد کیا' ایسے چھن اب ہیں تو جانے شادی کے بعد یہ لڑکی کہاں تک جائے گی؟" توثیر کی بہن جاتے جاتے نہایت کروفر سے بولی۔ ربیعہ لب بھینچے کھڑی سن رہی تھی۔

جب کہ دروازے سے کان لگائے وہ کافی حد تک شاد تھی۔ توثیر نامی بلا توقع کے عین مطابق سر سے ٹل چکی تھی۔ آگے جو ہوگا دیکھا جائے گا۔

عمران جب رات کو گھر آئے تو فوزیہ نے تمام واقعہ مرچ مسالا لگا کر ان کے گوش گزار کیا پھر کہا تھا۔ ہر وقت ناک پر رہنے والا غصہ عرش کو چھونے لگا' وہ متواتر دروازہ کھٹکھٹانے کے ساتھ تیز لب و لہجے میں بولے جا رہا تھا۔

"تم ایسے نہیں مانو گی تو ٹھیک ہے' عمران آؤ تو ذرا دروازہ توڑ کے آج میں اس کی ساری اکڑ نکال دوں گا۔" اس سے پہلے کہ یاسر فروا کی خاموشی پر لال پیلا خطرناک ارادہ ظاہر کرتا عمران کے سنگ آگے بڑھتا' کامل ان کی راہ میں حائل ہوا۔

"کیا ہے یہ سب...... کیوں تماشا لگا رکھا ہے؟" لہجہ تیز مگر انداز دھیما تھا۔ اندر مسہری پر بیٹھی اُم فروا اٹھی اور دروازے کی طرف بڑھی۔ ربیعہ ایک کونے میں خاموش تماشائی بنی کھڑی تھی۔ شہلا اور فوزیہ نے ایک دوسرے کو مزہ لیتی نگاہوں سے دیکھا ایک لڑائی شروع ہونے کو تھی۔

"ہٹ جاؤ میرے سامنے سے کامل! بہت برداشت کرلیا ہم نے پر اب اور نہیں۔ آج اس نے ہمیں بے عزت کروانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ کیا منہ دکھاؤں گا میں توثیر کو اور کب تک ہم اس کی ضد اور فیصلے کو مانیں گے؟ آج دو باتیں ضرور ہوں گی' پہلی اسے شادی کرنی ہوگی توثیر سے یا دوسری صورت میں' میں اسے زندہ نہیں چھوڑوں گا۔" وہ واقعی بہت غصے میں تھا۔

"غصہ کسی مسئلے کا حل نہیں ہے یاسر! ہوش میں آؤ اس لہجے میں بھی کوئی بہن سے بات کرتا ہے۔ مرنے مارنے کی باتیں کہاں کی عقل مندی ہے؟ اس کی بھی سنو' سمجھو پھر کوئی بھی فیصلہ مشاورت سے کرو یوں اگر جوان کنواری بہن کو ہر وقت لتاڑتے رہو گے یا مارنے پر تل جاؤ گے تو لوگ کیا کہیں گے؟" کامل اپنے مخصوص ٹھہرے ہوئے انداز میں اسے سمجھانے لگا۔

"تو چپ رہیں اب بھی؟ ساری زندگی تو اسے اپنے سروں پر سوار نہیں رکھ سکتے۔ لوگ تو اب بھی باتیں کرتے ہیں منہ پر نہ سہی پیٹھ پیچھے سہی' اس کی عمر کی ساری لڑکیاں بیاہی جا چکی ہیں مگر اس مہارانی سے......" یاسر کو مزید تپ چڑھی۔

"یہی بات ہم آرام سے بھی کرسکتے ہیں اور توثیر کے معاملے میں ہم اتنی جلدی یا قبل از وقت رضامندی ظاہر کرکے خود اپنے آپ کو بے بس یا فروا کے وجود کو بوجھ کیوں ظاہر کریں؟ تم نے خود سے توثیر کو اپنے گھر آنے کے لیے مجبور کیا' جس کا ذکر اس کی بہن نے کیا۔ کل کو وہ فروا کو بھی طعنہ دیتا پھر کیا وقعت رہ جاتی فروا کی؟ بے شک تم اس کی خاطر' اس کے بھلے کے لیے ہی یہ سب کررہے ہو مگر اس سب میں کم از کم اسے نظرانداز تو مت کرو اور قسمت کا لکھا مقررہ وقت سے پہلے تو نہیں ہوتا' مناسب وقت مناسب رشتہ تو آنے دو۔"

"ہا...... مناسب وقت...... مناسب رشتہ؟" عمران کے غصے میں بھی استہزا واضح تھا۔ سب کی نظریں ایک ساتھ عمران پر اٹھیں۔

"بہت خوب...... جب عمر تھی تب ہزاروں رشتے آئے پر ہر بار اس نے انکار کیا اور ہم کچھ نہ بولے۔ تم اس کے حق میں بولتے رہے' اسے شہ ملتی رہی' اس کی زبان اس کے فیصلے ہمارے اختیار سے نکلتے رہے اور اب جب اس کی عمر نکل چکی ہے' تم ہنوز مناسب رشتے کے انتظار میں ہو؟ اب بھی رشتے آرہے ہیں یہی بڑی بات ہے' نکل آؤ اس مناسبت کے چکر سے......" فروا کے ساتھ کامل بھی لپیٹ میں آیا۔

"اور نہیں تو کیا......" فوزیہ بھی شروع ہوئی۔

کامل نے ہونٹ سکیڑے اور انہیں بھینچے کیا پھر نہایت سنجیدگی سے بولا۔

"تو کیا اسے کسی بھی ایرے غیرے کے سر منڈھ دیں یا اس کی آنکھوں پر کالی پٹی باندھ کر کنوئیں میں دھکیل دیں؟"

"نوبت تو اسی کی آگئی ہے۔" شہلا نے دوبدو کاٹ دار لہجے میں کہا۔ کامل نے اسے محض ایک سرسری نظر دیکھا۔ اندر کھڑی فروا کب سے ہوتی تکرار سے عاجز آئی' اسی اکتاہٹ کے پیش نظر غصے سے آگے بڑھی اور کھٹاک سے کمرے کا دروازہ کھولتی باہر آئی۔ اسی وقت صدر دروازہ کھول کر کوئی اندر داخل ہوا تھا جس کی طرف فی الوقت کسی کی خاص و عام توجہ نہ گئی' سب کی نظروں و توجہ کا محور فروا تھی۔

"نوبت آگئی ہے یا آپ لوگ لے آئے ہیں؟" وہ آتے ہی پھٹ پڑی۔

"او جی محترمہ کی سنو۔" شہلا بولی۔

یاسر اور عمران نے اس کی بات پر شدت ضبط سے مٹھیاں بھینچیں جبھی دروازے سے اندر آجانے کے بعد موقع سے بے خبری اور معاملے کی سنگینی و نزاکت اسے شرمندہ کرگئی۔ بنا اطلاع کیے اپنی آمد پر خود کو ملامت کی کہ اس وقت نہیں آنا چاہیے تھا مگر اب آجانے کے بعد قدم واپسی کی راہ پر پڑنے کے بجائے ایک ہی جگہ پر جم گئے تھے۔ صحن میں تمام بہن بھائیوں اور بھابیوں کے درمیان یک دم لفظی جنگ عروج پر پہنچی۔ یاسر نے جو منہ میں آیا اسے سنایا۔ کامل بے بس بن چکا تھا' آج کی یہ لڑائی باقی دنوں کے برعکس زیادہ سنگین تھی۔ ایسے میں اپنے فیصلے اور اپنے موقف پر خود کو مضبوط ظاہر کرتے اور ان کے بڑھتے غصے کو روکنے کے لیے وہ یک دم چلائی تھی۔

"بس بہت ہوگیا...... اب اگر کسی نے میری شادی کا نام لیا تو میں ماردوں گی خود کو۔ زندگی عذاب بن گئی ہے میری روز روز کے طعنے اور لڑائی۔ دنیا والے کیا کہتے ہیں اس کی سب کو فکر ہے لیکن میری کسی کو پروا نہیں تو ٹھیک ہے جس کو جو کہنا ہے' جتنی باتیں کرنی ہیں میرے مرنے کے بعد کرے۔ سن لیں بھائی آپ' میں خودکشی تو خوشی سے کرلوں گی پر شادی ہرگز نہیں۔" کہتے ہی وہ پل بھر میں سب کی نظروں سے اوجھل ہوئی۔ سب کے سب دنگ رہ گئے تھے' بات جو توقع کے برعکس ہوئی تھی۔ شہلا اور فوزیہ کی آنکھیں حیرت سے باہر کو نکلیں۔ عمران ضبط نہ کرسکا' غصے سے آگے بڑھا۔ جبھی کامل نے اسے بمشکل روکا عین اسی وقت نظر دروازے کی طرف گئی تو قدرے ٹھٹکا۔

"احسان تم......؟" عمران کی آواز پر سب کی نظریں اس کی سمت اٹھیں۔

"سوری کامل بھائی! مم...... میں پھر آجاؤں گا۔ ابھی چلتا ہوں۔" وہ خجل سا فوراً ہی معذرت کرگیا۔ ربیعہ اس کی طرف لپکی۔ جب تک کامل کو چھوڑ کر سب وہاں سے ہٹ چکے تھے۔ کامل کچھ دیر پہلے ہونے والی لڑائی اور وہ بھی احسان کی موجودگی میں ہونے سے اپنی جگہ شرمندہ سا ہوکر رہ گیا البتہ فوراً ہی اپنی اور اس کی خفت مٹانے کی غرض سے بولا۔

"نہیں یار...... تم اندر چلو' ربیعہ احسان کو کمرے میں لے جاؤ۔" وہ جانے کا ارادہ رکھتا تھا مگر ربیعہ اسے گھسیٹ لائی۔

"سوری یار احسان! ابھی جو ہوا۔" کامل ابھی تک نادم تھا۔

"نہیں کامل بھائی! میں شرمندہ ہوں مجھے یوں بنا اطلاع دیے نہیں آنا چاہیے تھا۔ میں واقعی غلط وقت پر آمد سے شرمندہ ہوں۔"

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

"خیر یار یہ تو ہماری گھریلو لڑائی تھی اچھا ہوا تم آ گئے ورنہ شاید رات گئے تک جاری رہتی۔ تم سناؤ تمہاری طرف سب ٹھیک ہے ناں سعد کیسا ہے؟" اپنی طبع کے باعث کامل نے سلیقے سے بات بدلی۔

"بس اللہ کا کرم ہے اور سعد بھی ٹھیک ہے۔ پرسوں اس کی سالگرہ ہے سوچا آپ کو مدعو کرلوں اور آپی کو لے جا کر اسی سلسلے میں کچھ شاپنگ وغیرہ بھی کرلوں اگر آپ کی اجازت ہو تو......" اس نے اصل مدعے کی طرف آتے ہوئے اجازت طلب نظروں سے کامل کو دیکھا۔

"ارے کیسی بات کررہے ہو احسان! تم جب چاہو ربیعہ کو لے جاسکتے ہو آخر کو یہ سعد کی اکلوتی پھوپی ہے۔" وہ دھیرے سے مسکراتے ہوئے بولا۔ ربیعہ بھی مسکرادی۔

"تھینک یو سوچ کامل بھائی!" احسان تشکر سے مسکراتا اٹھ کھڑا ہوا۔ "اب میں چلتا ہوں سعد میرا انتظار کررہا ہوگا اور ربیعہ آپی! آپ تیار رہیے گا کل صبح میں آپ کو لینے آؤں گا۔"

"ہاں مگر تم کچھ دیر رکو میں چائے لاتی ہوں پی کر جانا۔" ربیعہ نے اسے روکنا چاہا۔

"نہیں آپی! پھر کبھی...... سعد کو گھر میں اکیلا چھوڑ کر آیا ہوں اللہ حافظ۔" ربیعہ نے مزید بحث مناسب نہ جانی۔

"اللہ حافظ! اور سعد کو اکیلا مت چھوڑا کرو بچہ ہے کہیں ڈر نہ جائے۔ گورنس کا کیا ہے ادھر اُدھر ہوجائے تو......؟" اسے جانے سے قبل خاص تاکید کی۔

"جی بہتر!" وہ کہہ کر چلا گیا۔

❀❀❀

رات احسان کی آمد سے معاملہ تو رفع دفع ہوگیا تھا مگر اس کے اثرات گھر کے بھی مکینوں کے دل و دماغ پر ابھی تازہ تھے خصوصاً فروا کے الفاظ خودکشی کی دھمکی...... اور شاید اسی دھمکی نے یاسر اور عمران کے دل و دماغ پر بدنامی اور جگ ہنسائی کا جو سوالیہ نشان بنایا ان کے سامنے تصویر کا دوسرا رخ کھڑا کردیا تھا۔ یہ بات ان کی ذات اور عزت و انا کے لیے بھی تازیانہ تھا اسی لیے رات انہوں نے بیویوں کی بہن کے خلاف باتوں پر سخت ردعمل کا اظہار کرنے کے بجائے چپ سادھ لی کہ وقتی طور پر ذرا سی بھی سختی فروا کو یہ انتہائی قدم اٹھانے پر مجبور کرسکتی تھی۔

آج اتوار تھا۔ گھر کا چھوٹا سا صحن بچوں کی چیخ و پکار سے میدان کارزار سا منظر پیش کررہا تھا۔ ہر طرف بے ترتیبی تھی۔ اس کی آنکھ کل کی تکرار کے بعد رات گئے جاگنے کی وجہ سے دیر سے کھلی تھی۔ ربیعہ نے اماں کو ناشتا کروادیا تھا اس کا ناشتے میں کچھ بھی کھانے کو جی نہ تھا۔ چائے پینے کی غرض سے کپ اٹھا کر کیتلی میں سے اپنے لیے چائے نکالنے لگی جو غالباً فوزیہ نے عمران کے لیے رکھی ہوئی تھی اسی لیے فوراً بولی۔

"ارے یہ کیا رکھو واپس...... یہ چائے میں نے عمران کے لیے بنائی ہے۔" محض زبانی بولی تھی بس نہ چلا کہ اس کے ہاتھ سے کپ لے سکے۔ فروا نے عجب نگاہوں سے اسے دیکھا پھر زیر لب مسکرائی اور بنا کچھ بولے ہی کپ ہونٹوں سے لگا کر اسے سرتاپیر سلگا گئی۔ فوزیہ کو غصہ تو بہت آیا مگر......

"جانے کب ٹلے گی یہ بلا ہمارے سروں سے۔" رخ پھیر کر محض اتنا ہی کہہ سکی۔ شہلا بھی متعجب سی کھڑی تھی۔

"خودکشی ہی کرلے جبھی ہمیں چین ملے گا۔" شہلا بھابی کی آواز قدرے اونچی تھی۔ وہ ضبط کی شدت سے نچلا ہونٹ دانتوں تلے دبائے باہر چلی آئی اگر کچھ بھی کہہ دیتی تو صبح صبح لڑائی پکی تھی پھر سارا دن ٹینشن میں گزرتا البتہ ایسی طنزیہ باتیں اکثر وبیشتر اسے بھابیوں سے سننے کو ملتی رہتیں۔ سو خاموشی سے بیٹھ کر چائے پینے لگی۔ اس کے بعد ارادہ گھر میں بکھرے الجھاؤ کو سلجھانا تھا۔

دروازے پر دستک ہوئی۔ احسان اندر داخل ہوا کل بنا دستک دیے اپنی بے وقت آمد پر اسے شرمندگی ہوئی تھی آج اسی کے پیش نظر آنے سے قبل فون کرکے آیا۔ ربیعہ، کامل اور اماں سے اجازت لے چکی تھی۔ تیار ہوکر باہر آئی فروا نے ربیعہ کی طرف دیکھا تو ساتھ ہی نظر احسان پر بھی پڑی جو اسی کو دیکھ رہا تھا۔ فروا نے سپاٹ سا تاثر ظاہر کیا تو وہ

جھنجلا باہر نکل گیا۔ دونوں کے بیچ راستہ بھر ہلکی پھلکی گفتگو جاری تھی ضروری شاپنگ بھی کرلی پھر واپسی کا سفر۔

"سعد کو بھی لے آتے۔"

"لے تو آتا مگر اسے تھوڑا بخار تھا۔ رات آپ کی طرف سے واپسی پر ڈاکٹر کے پاس لے کر گیا تھا۔ زبردستی گورنس کے حوالے کرکے آیا ہوں۔" ربیعہ فکر مند ہوئی۔

"کیوں...... کیا ہوا ہے اسے بخار کیسے آ گیا؟"

"کچھ نہیں بس بے آرامی کی وجہ سے ہر وقت اپنے کاموں میں لگا رہتا ہے۔ شرارتی بھی ہے کھانا بھی ٹھیک سے نہیں کھاتا۔ ضد بھی کرنے لگا ہے۔" وہ لاچار سا بولا۔

"اور یہ سب تمہاری وجہ سے ہے احسان!" ربیعہ کو گویا راہ سیدھی دکھائی دی تو لہجے میں سختی لائی وہ حیران ہوا۔

"تمہاری وجہ سے اسے مکمل توجہ نہیں ملتی۔ وہ پیار نہیں ملتا جو اس کی ضد کو ختم کرے۔"

"میرا سارا پیار اسی کے لیے ہی تو ہے آپی! میری توجہ میری زندگی ہے وہ اور فل ٹائم گورنس اس کے لیے رکھی ہوئی ہے۔ صبح شام وہ سعد کے آگے پیچھے ہوتی ہے۔ پورا پورا کا خیال رکھتی ہے اور ضد تو سبھی بچے کرتے ہیں پھر اس میں بھلا میرا کیا قصور؟"

"ضد سبھی بچے کرتے ہیں پر تم اس کے حق میں قصوروار ہو محض ایک گورنس رکھ کر تم بری الذمہ نہیں ہوسکتے۔ کل پیسے کے لیے اس کا خیال رکھ سکتی ہے مگر وہ پیار ہرگز نہیں دے سکتی جو ماں کی ممتا سے بچے کو ملتا ہے۔ میں پہلے بھی تم سے کہہ چکی ہوں مگر تمہارے نزدیک میری بات کی کوئی اہمیت ہی نہیں۔"

"آپی پلیز! میں اس موضوع پر بات نہیں کرنا چاہتا۔" وہ یکدم چڑ کر بولا۔

"احسان! یہ تم کیسی وفا نبھا رہے ہو اسماء سے؟ اسے مرے ہوئے چار سال ہوگئے ہیں۔ بے شک تم اس سے محبت کرتے تھے مگر پلیز، سعد کے متعلق بھی کچھ سوچو اسے ماں کی ضرورت ہے۔" وہ قدرے سخت لہجے میں بولی۔

"قسمت نے سعد سے اس کی ماں کو چھینا ہے پھر اب کیسی ماں؟" احسان نے جان چھڑانے کے لیے قسمت کو قصوروار ٹھہرایا۔

"مگر قسمت اتنی بے رحم نہیں ہے جتنا تم سمجھ رہے ہو۔"

"میں سعد پر سوتیلی ماں کا سایہ بھی نہیں دیکھنا چاہتا۔" وہ دوٹوک ہوا۔

"ہاہ! سوتیلی سگی میں فرق ہم خود لاتے ہیں حالانکہ ماں تو صرف ماں ہوتی ہے۔" ربیعہ نے اسے لتاڑا۔

"لفظی باتوں اور حقیقت میں بہت فرق ہوتا ہے آپی! یہ ایک لاحاصل گفتگو ہے فی الحال آپ سعد کو سنبھالیں آپ کو بہت یاد کرتا ہے۔" احسان نے گاڑی گھر کے سامنے روکی۔

"تم سعد کے ساتھ زیادتی کررہے ہو احسان! مگر یاد رکھنا میں بھی پیچھے ہٹنے والی نہیں ہوں۔" وہ اسے کہتی اندر کی جانب بڑھ گئی۔

"سعد کی فکر مجھے بھی ہے آپی! اور میں نہیں چاہتا کہ ممتا کے نام پر کوئی عورت میرے بیٹے کے ساتھ زیادتی کرے۔ آپ جو چاہتی ہیں میں وہ نہیں کرسکتا سوری!" وہ جواباً دل ہی دل میں کہتا گاڑی لاک کرنے لگا۔

❀❀❀
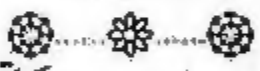
ربیعہ اُم فروا کے لیے بہتر سوچ چکی تھی اس کی بھلائی چاہتی تھی سو ذہن و دل میں کوندتے خیال کو عملی جامہ پہنانے کا سوچنے لگی۔ جس کے لیے اسے کامل کا ساتھ چاہیے تھا۔ احسان کی طرف سے واپسی پر کامل کو تمام بات بتائی اپنی خواہش کا اظہار کر ڈالا کامل نے بغور اسے سنا۔

"مجھے نہیں لگتا کہ کوئی ہماری بات مانے گا۔"

"ہمیں اوروں سے کیا لینا دینا بس کسی طرح فروا مان جائے۔"

"مشکل ہے۔" کامل کو امید نہ تھی۔

"پر اللہ کرے ناممکن نہ ہو۔" وہ دعائیہ بولی۔ "اچھا کل سعد کی برتھ ڈے ہے میں فروا کو بھی ساتھ لے جاؤں گی یہاں گھر میں مسلسل ایک ٹینشن زدہ ماحول ہے وہ بھی تھوڑا ریلیکس فیل کرے گی اور کتنا اچھا ہو اگر سعد سے اس

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

کی بن جائے۔"

"ایسا ہوجائے تو اچھا ہی ہے مگر کیا احسان.....؟" کامل نے بات ادھوری چھوڑ دی۔

"آپ اس کی فکر نہ کریں اور سب مجھ پر چھوڑ دیں' اب آگے جو بھی ہوگا یقیناً اچھے کے لیے ہوگا۔" وہ پُرامید بھی اور فیصلہ بھی پکا کرچکی تھی۔

وہ مسکراتی ہوئی اُم فروا کے پاس آ گئی۔ سعد کی سالگرہ پر جانے کو کہا اولاً تو وہ انکار کرگئی مگر ربیعہ کے پُرزور اصرار پر اسے ماننا ہی پڑا۔

ہمیشہ کی طرح نفیس سا سوٹ پہنا' میک اپ نام کا کیا۔ کامل ان دونوں کو چھوڑنے گیا' راستے میں اُم فروا نے اپنی طرف سے سعد کے لیے گفٹ لیا کہ یوں خالی ہاتھ جانا اسے مناسب نہیں لگ رہا تھا۔ ربیعہ اپنی طرف سے گفٹ کل ہی لے چکی تھی۔ تینوں وہاں پہنچے تو احسان نے مسکراتے چہرے کے ساتھ استقبال کیا۔ البتہ ایک سرسری نظر چپ چاپ سی کھڑی فروا پر ڈالی تو ذہن میں اس دن والی اس کی تمام باتیں گردش کرنے لگیں۔ اگلے ہی لمحے سر جھٹک کر بہن کی طرف متوجہ ہوا۔

"سعد کہاں ہے؟" ربیعہ نے پوچھا۔

"اندر لاؤنج میں' کب سے چھری ہاتھ میں لیے کیک کاٹنے کو بے چین آپ کا منتظر ہے آئیں اندر چلیں۔"

"ہاں چلو۔" سبھی اندر آ گئے۔

سعد ربیعہ کو دیکھتے ہی اس کی طرف لپکا۔ اپنی اکلوتی پھوپو سے بے حد مانوس تھا۔ کامل سے بھی ہر ملاقات میں خوب باتیں کرتا' کھلونوں اور چاکلیٹس کی فرمائش کرتا جسے وہ اگلی ملاقات میں پوری کرتا تو اس کے چہرے پر خوشی کے ہزاروں رنگ اترتے۔ باپ کے بعد دونوں ہی اسے بہت اچھے لگتے تھے مگر آج ان کے ساتھ فروا کا وجود اسے نیا لگا۔

"یہ کون ہیں؟" ربیعہ نے اسے اٹھایا ہوا تھا۔ بڑی معصومیت سے اس نے پوچھا۔

"یہ میری دوست ہیں اور پتا ہے سعد بیٹا! یہ آپ سے بھی دوستی کرنا چاہتی ہیں' کیا آپ ان سے دوستی کرو گے؟" ربیعہ نے نہایت ہوشیاری کا مظاہرہ کیا جس پر احسان کے ساتھ ساتھ فروا نے بھی حیرت سے اسے دیکھا۔

البتہ کامل بیوی کی بات کا مقصد جانتا تھا سو نارمل رہا۔

"پھوپو آپ کی دوست اچھی ہیں۔" چار سالہ سعد نے اپنی دماغی بساط کے مطابق پوچھا۔

"جی بیٹا! میری دوست بہت اچھی ہیں بالکل آپ کی طرح۔" وہ مسکرا کر بولی۔

"ٹھیک ہے پھر یہ میری بھی دوست ہوئیں۔" وہ اپنی تمام تر معصومیت سمیت چہک کر بولا۔ سب اس کی بات بلکہ سمجھداری پر مسکرائے وہ اب فروا کو دیکھ رہا تھا۔

"آپ میرے ساتھ کھیلیں گی؟" اس نے امید بھرے لہجے میں استفسار کیا۔

فروا کے لیے صورت حال غیر متوقع تھی۔ وہ یہاں اس خیال کے تحت آئی تھی کہ چلو کچھ دیر کے لیے ذہن سوچوں سے دور پُرسکون رہے گا۔ پچھلے کئی سالوں سے وہ خود پر سنجیدگی کا خول چڑھائے جیسے مسکراہٹ سے انجان ہوگئی تھی۔ خوشیوں سے ناآشنا ہوگئی تھی مگر اس وقت سعد کی معصومانہ باتوں پر اس کے لبوں پر مسکراہٹ رینگی تھی جسے سعد سمیت سب نے دیکھا تھا۔

"جی بیٹا! میں آپ کے ساتھ کھیلوں گی۔" اگلے ہی لمحے وہ سعد کا دل رکھنے کے لیے بولی تو وہ خوشی سے کھل اٹھا۔

ربیعہ اور کامل کی نگاہیں بڑی مطمئن سی ایک دوسرے سے ٹکرائیں۔ ربیعہ اپنی سوچ کے پہلے قدم جیسے کامیاب رہی تھی جب کہ احسان حیرت سے یہ سب دیکھ رہا تھا جو اب ہامی بھرنے کے بعد سعد کو اٹھا رہی تھی۔ سعد کے چہرے پر مسکراہٹ ہی مسکراہٹ تھی جو کیک کاٹنے' گفٹ لینے' گفٹ کھولنے تک نئے دوست کی سنگت میں گہرائی لیے جارہی تھی اور اتفاق کی بات تھی کہ آج سے پہلے وہ اتنا خوش کبھی دکھائی نہیں دیا تھا۔ اور پھوپو سے ہمیشہ لاڈ اٹھواتا' خوش رہتا' شرارتیں کرتا مگر آج کی نسبت بالکل کم!

"سعد کتنا خوش ہے فروا کے ساتھ۔" موقع ملتے ہی ربیعہ نے احسان کو گھیرتے ہوئے اپنے منصوبے کے مطابق کہا۔ جب کہ اس نے صرف دھیرے سے سر ہلا دیا تھا۔ رات کے کھانے کے بعد انہوں نے اجازت چاہی۔

"وہ کیسا لگا تمہیں؟" ربیعہ نے اس سے بھی سرسری پوچھا۔

"بہت اچھا..... بہت پیارا ہے سعد! شرارتی مگر سلجھا ہوا۔ میں حیران ہوں کوئی بچہ ماں کے بغیر بھی ایسا ہوسکتا ہے۔" اپنے بھتیجے بھتیجیوں کی شرارتوں اور بگڑے ہوئے رویے کے ساتھ سہما ہوا سعد اسے بہت معصوم لگا تھا جو واپسی تک اس سے خاصی حد تک مانوس بھی ہوچکا تھا۔

"یہ سب احسان کی وجہ سے ہے' بہت پیار کرتا ہے وہ سعد سے بلکہ جب سے اسماء بھابی کا انتقال ہوا ہے احسان نے اسے ماں باپ دونوں بن کر سنبھالا ہے۔" ربیعہ نے فوراً احسان کا ذکر چھیڑا۔ اس کی تعریف کی جس پر وہ کچھ نہ بولی تھی محض اثبات میں سر ہلا دیا۔

البتہ آج کا دن پچھلے کئی دنوں' مہینوں کے برعکس بہت پُرسکون گزرا۔ گھر کے ماحول میں البتہ جمود سا طاری تھا۔

اس کی خودکشی والی دھمکی کا اثر ضرور ہوا تھا کہ اگلے چند دنوں تک گھر کی فضا لڑائی و شور کی آلودگی سے پاک رہی۔ یاسر اور عمران اپنے غصے کو دبائے ہوئے تھا مگر شہلا اور فوزیہ اپنی خصلت سے باز نہ آئیں۔ قریب سے گزرتے' آتے جاتے آگ برساتے لہجے میں کچھ نہ کچھ اس کے گوش گزار کردیتیں جسے وہ نا چاہتے ہوئے بھی برداشت کرجاتی۔ انہی دنوں خالدہ بانو کو بخار نے جکڑا' گھٹنے کے درد کا شکار لاغر وجود کمزور سا ہونے لگا۔ اسے ساری زندگی باپ کے ہاتھوں ماں کی بے قدری ہونے پر ملال تھا۔ ماں عاجز مسکین تھی' اس نے اسکول سے چھٹی لی' کامل کے علاوہ باقی کسی بیٹے نے دو گھڑی ان کے پاس بیٹھ کر فکر کے دو لفظ بھی نہ کہے' جسے لے کر اسے ناحق ہی تپ چڑھی تھی۔

"ایسے بھائیوں سے خاک شکایت ہو جو اتنے بیٹے بھی نہ بن سکے۔" حزن و افسردگی سے سوچ کر وہ سر جھٹک گئی۔

❁ ❁ ❁

زندگی نے اپنی مخصوص رفتار جاری رکھی۔

دن ایک ایک کرکے گزرتے جارہے تھے۔ اچانک احسان کو آفس کے کام سے ڈیڑھ ہفتے کے لیے شہر سے باہر جانا پڑا تو ربیعہ سعد کو اپنے پاس لے آئی۔ سعد جو باپ کی جدائی سے ملول تھا یہاں فروا کو پا کر خوش ہوگیا۔ دونوں دوست جو بن گئے تھے۔ ربیعہ اندر سے خاصی مطمئن تھی' اُم فروا اسکول سے واپس آتی تو سعد بھاگ کر اس کی گود میں چڑھ جاتا۔ اپنے خوب لاڈ اٹھواتا' وہ بھی ماں کی دیکھ بھال کے ساتھ اسے بھرپور توجہ دیتی۔ اس سوچ کے ساتھ کہ معصوم بچہ ہے' کچھ ہمدردی بھی ہوتی اس کی ماں بھی نہ تھی البتہ فروا کا سعد سے اتنا اٹیچ ہونا شہلا اور فوزیہ کو ٹھٹکا۔ دونوں ہی شاطر' بدلحاظ تھیں' سر جوڑ کر خوب کن سوئیاں لیں۔

"اپنے بھتیجے بھتیجیوں کو کبھی نظر بھر کے دیکھا تک نہیں اور یہاں محترمہ کے لاڈ ہیں کہ ختم ہونے کو نہیں آرہے۔" اور جب شہلا سے برداشت نہ ہوا تو عادتاً مجبور ہوکر بآواز بلند کہا جسے ربیعہ نے بھی سنا۔

فروا نے البتہ لب بھینچے کھا جانے والی نظروں سے اسے گھورا تھا اور پاس سے گزرتی اس کی بیٹی کو بلاوجہ جھڑک کر سعد سے مسکرا کر لاڈ کرنے لگی نتیجتاً شہلا کے اندر تک آگ کی لہر دوڑ گئی۔

"مجھے تو دال کالی نظر آرہی ہے' سوچا سمجھا منصوبہ لگتا ہے پہلے وہاں سالگرہ پر ربیعہ کے بھائی کے گھر گئی اور اب اس کے بیٹے کو گھر لاکر ناز نخرے اٹھا رہی ہے۔" فوزیہ کو قیاس لگانے کی بیماری تھی۔ شکی انداز میں سوچتی شہلا سے محو گفتگو نند کے خلاف دونوں کا اتفاق مثالی تھا۔ اتفاقاً وہاں سے گزرتی ربیعہ نے ان کی بات سن لی تو گہری سوچ میں پڑ گئی۔

"فروا پر شک' مطلب..... اس بات پر دونوں ہنگامہ کرسکتی ہیں اگر میں نے احسان کا رشتہ سب کے سامنے پیش کیا تو اس بات کو لے کر یہ فروا کو اس میں ملوث سمجھیں گے اس کے اب تک کے انکار کو ڈرامہ قرار دے کر اس کے

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

کردار پر واضح اُنگلی اٹھائیں گے جو فروا ہرگز بھی برداشت نہیں کرے گی۔ مطلب اس صورت میں بات بننے کا کوئی چانس نہیں ہوگا' مجھے کامل کو اس کے متعلق ابھی سے بتانا ہوگا۔" وہ پریشان سی سوچنے لگی جبھی کامل سے بات کرنے کا فیصلہ کیا اور سعد کو سلانے کے بہانے فروا سے لے آئی۔

شام تک کامل کا بے صبری سے انتظار کیا وہ آیا تو پہلے اسے چائے بنا کر دی پھر سلیقے سے تمام بات اس کے گوش گزار کی' سن کر وہ مطمئن سے انداز میں اسے تسلی دینے لگا۔

"تم فکر نہ کرو اگر تم نے دونوں کو شادی کے لیے رضا مند کرلیا تو میں شہلا اور فوزیہ بھابی تک بات پہنچنے سے پہلے یاسر اور عمران کو قائل کرلوں گا پھر تب کی تب دیکھی جائے گی۔"

ہفتے بعد احسان واپس آیا تو ربیعہ سعد کو چھوڑ آئی۔ سعد اسے بہت یاد کرتا تھا' باپ سے کافی دیر تک لپٹا رہا پھر اپنے لیے لائی چیزیں اور کھلونے دیکھنے میں مصروف ہوگیا۔

"اس نے تنگ تو نہیں کیا آپ کو؟" وہ پوچھنے لگا۔

"بالکل بھی نہیں بلکہ یہ تو میرے پاس بہت کم رہا ہے۔" موقع اچھا تھا' ربیعہ نے سمجھ داری سے کام لینا چاہا' ساتھ ہی ذہن میں الفاظ کے تانے بانے بنے۔

"کیا مطلب؟" وہ حیران ہوا استعجابی نگاہوں سے بہن کو دیکھا۔

"اپنی دوست فروا کو دیکھ کر مجھے بالکل لفٹ نہیں کروائی' اسی کے ساتھ مصروف رہا ہے۔ بہت خوش ہوتا ہے اس کے ساتھ۔" اس نے پہلا پتا پھینکا۔ جواباً وہ کچھ خاص نہ بولا۔

"احسان......" اس نے بات کا آغاز کیا۔ "پھر کیا سوچا تم نے؟"

"کس بارے میں؟"

"شادی کے بارے میں......" وہ دوٹوک بولی۔

"سوچنے کی ضرورت ہی نہیں ہے میں پہلے ہی آپ سے کہہ چکا ہوں' آپ جو چاہتی ہیں وہ نہیں ہوسکتا۔" احسان کے انداز میں بھی قطعیت تھی۔

"نہیں احسان! کم از کم اب میں تمہاری بات نہیں مانوں گی اب وقت آ گیا ہے کہ تم اپنی سوچ سے ہٹ کر کے لیے فیصلہ کرلو۔ اسماء سے تمہاری محبت اپنی جگہ مگر باپ ہونے کے ناتے اپنی اولاد کی بہتر پرورش اور اسے ماں کی آغوش مہیا کرنا بھی تمہارا فرض ہے۔ تمہارے آفس جانے کے بعد گورنس بے شک سعد کو سنبھال سکتی ہے مگر ماں جیسی اس کی بہتر نگہداشت و اعلیٰ تربیت نہیں کرسکتی۔ تمہیں سوچ سکی کے تضاد کو ذہن سے نکال کر فیصلہ کرنا ہوگا بعد کے لیے کی ابھی سے فکر کے بجائے توکل سے کام لینا ہوگا۔" ربیعہ از حد سنجیدہ تھی۔

"آپی! میں نہیں چاہتا کہ جس مقصد کے لیے میں فیصلہ کرلوں وہ میرے بیٹے کی زندگی و ذہنی سکون تباہ کرکے اسے مجھ سے دور کردے۔" اس نے اپنا موقف بیان کیا۔

"تم ایسا کیوں سوچتے ہو' اچھے کی امید رکھو سب بہتر ہوگا۔"

"نہیں آپی! ایک باپ ہونے کے ناتے یہ سوچنا بے حد ضروری ہے۔ اسماء کے بعد میں سعد کو نہیں کھونا چاہتا۔" وہ جذباتی ہوا۔

"تو اب تمہارے پاس کیا گارنٹی ہے کہ سعد ساری عمر تمہارے گلے لگا رہے گا۔ دیکھو احسان! یہ سب کہنے میں میرا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ میں تم دونوں کا بھلا چاہتی ہوں ابھی سعد چھوٹا ہے مگر جیسے جیسے وہ بڑا ہوگا وہ وہی سب سیکھے گا جو اسے دیکھنے کو ملے گا۔ وہی لہجہ وہی انداز اپنائے گا جو اسے گورنس سے سننے کو ملے گا۔ تم اسے فل ٹائم نہیں دے سکتے لیکن کم از کم اس کو ایک پڑھی لکھی سمجھ دار ماں ہی لا دو جو اسے بہتر مستقبل کی بنیاد فراہم کرسکے۔" ربیعہ اسے ہر صورت میں قائل کرنا چاہتی تھی' وہ چپ رہا۔

"میں نے تمہارے لیے لڑکی بھی پسند کرلی ہے۔" ساتھ ہی اسے مطلع کیا۔ وہ چونک کر بہن کو سوالیہ نگاہوں سے تکنے لگا۔

"فروا میری نند! اور سن لو تم انکار نہیں کرو گے۔" نام بتاتے ہوئے وہ قطعیت بھرے لہجے میں بولی جب کہ احسان کی آنکھیں حیرت سے باہر نکلیں۔

"کیا...... آپ کی نند......؟" بے یقین الفاظ زبان سے ادا ہوئے۔

"ہاں!"

"آپی! آپ یقیناً کامل بھائی کے فورس کرنے پر یہ کہہ رہی ہیں؟" احسان کے ذہن میں جو پہلی بات آئی فوراً اسے زبان دے گیا۔

"نہیں یہ سراسر میرا ذاتی فیصلہ ہے۔"

"او و کم آن آپی! مجھے آپ سے یہ امید ہرگز نہیں تھی کہ سعد کا مستقبل سنوارنے سے متعلق یہ آپ کا انتخاب ہے' رئیلی آئی ایم شاکڈ۔" وہ بے یقین' متعجب سا تھا۔

"کیوں' کیا برائی ہے فروا میں؟ اتنی اچھی تو ہے۔" ربیعہ متوقع ردعمل دیکھنے کے بعد تحمل سے بولی۔

"گورنس کے لب و لہجے کو تو آپ نے نوٹ کرلیا مگر اپنی نند سے بے خبر بن رہی ہیں۔ مجھے تو اب بھی یقین نہیں آرہا ہے کہ آپ نے چنا بھی تو کسے؟ جو تمام خاندان بھر میں بدزبان' بدلحاظ مشہور ہے۔"

"بظاہر وہ بدزبان' بدتمیز نظر آئے مگر میں اسے قریب سے جانتی ہوں احسان! وہ اندر سے بالکل مختلف ہے بس کوئی اسے سمجھنے کی کوشش نہیں کرتا۔ بھائی بھابیوں کے اعتراضات' ہر وقت کی لڑائی اسے اندر سے کھائے جارہی ہے اور اگر ایسے میں وہ چپ کر جائے تو شاید پاگل ہوجائے۔ اپنے فیصلے کے دفاع کے لیے وہ بدزبان بن کر بدنام ہورہی ہے اور اس گھر میں بدزبانی کے بغیر شاید اس کی جگہ بھی نہ ہو۔ میرا فیصلہ محض اوپری نہیں ہے۔ تمہیں اپنی بہن پر یقین ہونا چاہیے' کیا میں تمہارا برا چاہ سکتی ہوں؟" طریقے سے بات کرتی آخر میں وہ پوچھنے لگی۔

"نہیں پر...... پر کسی کا اچھا یا برا ہونا اس کے غصے سے ظاہر ہوتا ہے اور معذرت کے ساتھ مگر میں آپ کی نند کو اس کی اصل حالت غصے میں دیکھ چکا ہوں نہ اس کے لہجے میں عزت احترام ہے نہ لحاظ۔ جس طرح وہ بھائیوں کے سامنے بول کر اپنی اخلاقیات کا مظاہرہ کررہی تھی مجھے نہیں لگتا ایسے میں وہ گھر بسا سکتی ہے یا شوہر کی عزت کرسکتی ہے اور یہاں تو بات شوہر کی نہیں اس کی پہلی بیوی کے بیٹے کی زندگی کی ہے' جسے میں آپ کی نند کے ہاتھوں داؤ پر لگانے کا سوچ بھی نہیں سکتا۔" احسان صاف بولا۔ ربیعہ نے تاسف سے سر ہلایا۔

"احسان پلیز...... پلیز میرے بھائی! صرف ایک بار مجھ پر یقین کرکے میری بات مان لو' اگر فروا اس دن سے مختلف نہ ہوئی تو میں تمہاری اور سعد کی عدالت میں مجرم بن کر ہر سزا بھگتنے کو تیار ہوں گی۔ میری خاطر' سعد کی خاطر پلیز مان جاؤ اور سب فیصلہ اور نتائج اللہ تعالیٰ پر چھوڑ کر توکل کرلو' تمہیں مایوسی نہیں ہوگی۔" پھر یک دم اس کے سامنے بیٹھ کر وہ ہاتھ جوڑے التجائیہ بولی۔

"فروا سے آپ نے بات کی؟"

"نہیں' پہلے تم رضا مندی ظاہر کرو پھر میں اسے قائل کرنے کی کوشش کروں گی۔"

"ابھی فیصلہ کرنا مشکل ہے مگر میں آپ کو سوچ کر جواب دوں گا۔" وہ دھیرے سے بولا۔

"میں امید رکھوں گی کہ تم مجھے ناامید نہیں کرو گے۔" ربیعہ مسکرائی کہ ان گزرے چار سالوں میں پہلی بار ہی سہی مگر اس نے سوچنے کی ہامی بھری تھی اور اس بار اسے پورا یقین تھا کہ احسان مان جائے گا۔

❁......❁......❁

خالدہ بانو کے بخار میں ذرہ برابر بھی افاقہ نہیں ہوا تھا کچھ دیر پہلے ہی کامل انہیں ڈاکٹر کے پاس سے دکھا کر لایا تھا۔ اُم فروا نے انہیں برآمدے میں لٹا کر آدھے جسم پر چادر ڈال دی تھی' ساتھ ہی صحن میں کھیلتے شور مچاتے بھتیجے بھتیجیوں کو وہاں سے بھگا دیا تھا کہ اماں بے آرام ہیں ابھی ان کی آنکھ لگی ہے وہ کچن میں چلی آئی اور خالدہ بانو کے لیے دلیہ تیار کرنے لگی۔ ربیعہ بھی وہیں کھڑی تھیں۔ وہ خاموشی سے اپنے کام میں لگی ہوئی تھی کہ اماں کے لیے فکرمند بھی بہت تھی کہ معاً باہر سے اماں کی درد میں ڈوبی آواز ابھری جسے سنتے ہی وہ باہر لپکی۔ خالدہ بانو دونوں ہاتھ پیٹ پر رکھے بچوں کی طرح مچل رہی تھیں۔ کھیلتے ہوئے رومان کے

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

ہاتھوں والی بال بڑی شدت سے ان کے پیٹ پر آ کر لگی تھی اور وہ جو پہلے ہی بخار میں نڈھال تھیں سوتے میں اچانک خود پر ٹوٹی افتاد سہہ نہ سکیں۔ کاری ضرب لگی تھی۔ اُم فروا حواس باختہ سی ماں کے قریب آ گئی۔ ایک نظر باہر صحن میں دیکھا' جہاں رومان کو چھوڑ کر سب دادی کی کراہوں سے لطف اندوز ہوتے قہقہے بکھیر رہے تھے۔ رومان' پھوپو کی خونخوار نظروں سے اندر تک خوف زدہ ہوا۔ رنگ بھی ڈر کے مارے زرد پڑ گیا تھا اور ایسے میں جب دو چار کڑاکے دار تھپڑ فروا سے اگلے ہی لمحے پڑے تو وہ دیکھنے لائق تھا۔ ایسا رویا کہ باقی سب بچوں کی ہنسی کو بھی بریک لگ گئی تھی' شہلا جو چھت پر الگنی سے کپڑے اتار رہی تھی بیٹے کی آہ و پکار پر سرپٹ دوڑی آئی۔ فوزیہ اور ربیعہ بھی آواز پر باہر آ چکی تھیں۔

"منع بھی کیا تھا مگر مار کھائے بغیر مجال ہے جو باز آ جائیں۔" فروا اس پر غصہ نکالنے کے بعد ماں کی طرف بڑھ گئی تھی۔

شہلا نے تڑپ کر اپنے جگر گوشے کو خود سے بھینچا۔ باقی بچوں نے فوراً رومان کے رونے کی وجہ اس کے گوش گزار کر دی۔ اسے پتنگے لگے' بے حد غصے سے فروا کو دیکھا۔ دل تو بہت چاہا کہ آگے بڑھ کر حساب برابر کرے مگر اس لمحے نا چاہتے ہوئے بھی مشکلوں سے ضبط کر گئی۔ ساتھ ہی شوہر کے ہاتھ اس کی ٹھکائی کا مسموم ارادہ باندھا اور رومان کو چپ کروانے لگی۔ ربیعہ بھی ساس کی طرف بڑھ چکی تھی جب کہ فوزیہ اپنے بچوں کو سمیٹ کر کمرے میں لے جانے لگی۔ اُم فروا اور ربیعہ نے بڑی مشکلوں سے اماں کو سنبھالا۔

آسمان بھی بادلوں سے ڈھکا تھا' کچھ ہی دیر میں بارش کا امکان تھا۔ ماں کو لٹا کر وہ پھر سے کچن میں چلی آئی۔ ربیعہ تمام بچوں کے جانے کے بعد اب صحن میں بکھری چیزیں سمیٹ رہی تھی۔ فروا کام سے فارغ ہو کر کمرے میں چلی آئی۔

یاسر کے آنے کا وقت ہو گیا تھا۔ شہلا نے خود کو تیار کیا ان پڑھ جاہل' بدلحاظ بدزبان ہونے کے ساتھ دماغ بھی فسادی پایا تھا۔

شہلا بنیاد تھی اور رومان وہ دیوار جس نے پہلے روڑے سے ہی اثر لیا' بچپن سے لڑکپن تک ماں کا لب و لہجہ' انداز اور دماغ پایا اور ابھی کچھ ماں نے بھی ایسا پڑھایا کہ جیسے ہی یاسر تھکا ہارا گھر میں داخل ہوا مگر مچھ کے آنسو آنکھوں میں لائے۔ ایک کے ساتھ چار لگا کر پھوپو کی شکایت کر دی' اپنی حرکت کا ذکر تک نہ کیا۔ تھوڑی بہت جو کسر رہ گئی تھی وہ شہلا نے پوری کرتے ہوئے گویا جلتی پر تیل چھڑکا۔ تمام کتھا سننے کے بعد یاسر کی تھکاوٹ میں غصے کی آمیزش اس کا پارہ ہائی کر گئی۔ پہلوٹھی کا سپوت تھا فوراً بہن کے سر پہ جا پہنچا' پل میں تو تو میں میں شروع ہوئی۔

فوزیہ تاک میں تھی' کمرے سے باہر نکل آئی۔ بہن بھائی میں لفظی جنگ عروج پر پہنچنے لگی۔ خالدہ بانو سر تھام کر بیٹھ گئیں اور ربیعہ ہمیشہ کی طرح پُرملال تاسف میں ڈوبی ان کے بیچ میں بولنے سے قاصر فروا کے لیے افسوس کا اظہار کر رہی تھی کہ معاً تڑاخ دار آواز پر حیران سی رہ گئی' اس لڑائی کا اختتام یاسر نے کر دیا تھا۔

اُم فروا کو تھپڑ مار کر......

سب کے سب حیران رہ گئے۔ ایسا آج سے پہلے کبھی نہیں ہوا تھا' ہزاروں سنگین لڑائیاں اس گھر کی چار دیواری میں ہر دوسرے دن ہوتی تھیں مگر صرف زبانی کلامی لیکن آج یاسر ضبط کی حد پار کر گیا' ہاتھ اٹھانے کی کسر پوری کر کے وہ وہاں سے جا چکا تھا۔

اور وہ...... بے یقین سی...... حیرت میں ڈوبی ضبط کی حدوں سے گرنے لگی۔ رونا تو اس نے بالکل نہیں سیکھا تھا مگر دل آج اندر سے بڑی شدت کے ساتھ دکھا تھا' تھپڑ منہ پر پڑا تھا مگر اثر روح پر ہوا تھا۔ باہر بادل بھی زور سے گرج کر برس رہے تھے۔ اس نے اپنے جسم کو بے سدھ انداز میں مسہری پر گرایا' غیر متوقع طور پر اسے غصہ نہیں آیا تھا البتہ دل میں تنفر کی لہر سرسری مچا گئی۔

مرد کا ایک اور خود غرض روپ اس کی نفرت میں اضافہ کرتا اسے یاسر سے پل میں متنفر کر گیا۔ یاسر نے آج بھی نہیں باپ بن کر سوچا......

ماں کی بیماری اس کے دکھ کی اسے فکر نہ تھی مگر بیٹے کے رونے پر وہ ضبط کھو بیٹھا تھا۔ ماں کے روپ میں اسے مرد کے ہاتھوں عورت کی پھر سے تذلیل نظر آئی۔ فروا کی سوچ اس کا انگ انگ مرد ذات سے مزید متنفر ہوا۔ دل کی کیفیت عجیب ہونے لگی۔ اُم فروا فوراً سے آنکھیں میچ گئی۔

❁ ❁ ❁

احمد نواز اور خالدہ بانو کی سات اولادیں تھیں' سب سے بڑا یاسر' دوسرے نمبر پر عمران' پھر بیٹی اُم حبیبہ' چوتھے نمبر پر کامل' پانچویں پہ اُم مریم' چھٹا نمبر اُم فروا اور آخری نمبر عدیل کا تھا۔ یاسر کی شادی چچا کے گھران کی بیٹی شہلا سے ہوئی جو بہت تیز طرار تھی۔ عمران کی شادی دور کے رشتے داروں میں طے پائی۔ فوزیہ بھی اپنے نام کی ایک تھی' اُم حبیبہ نے دوست کے کزن سے پسند کی شادی رچائی۔ کامل کو اپنی کلاس فیلو ربیعہ سے محبت تھی' وہ بھی کامل کے لیے دل میں کومل جذبات رکھتی تھی یوں تھوڑی دقت کے بعد کامل کا جیون سنوارنے اس کی زندگی میں شامل ہوئی۔ دونوں ایک دوسرے کے سنگ بہت خوش و مطمئن تھے' اولاد نہ ہونے کے باوجود بھی۔ کامل سے چھوٹی اُم مریم بیاہ کر خالہ کے گھر گئی' ابتداء میں اس کی خوشی دیدنی تھی مگر وقت سرکا اور شادی کے پانچ سال بیتے لیکن وہ اولاد کی نعمت سے محروم رہی تو بے اولادی کا سارا الزام سسرال والوں نے اس کے سر کیا۔ شوہر بھی ساتھ دینے سے انکاری' اولاد چاہیے' اولاد چاہیے کی گردان ہر وقت الاپتا رہتا۔ ایسے میں وہ بے قصور' گناہ گار بنی کچھ بھی کرنے سے عاری تھی جب کہ سب سے چھوٹا عدیل ابھی یونیورسٹی میں تھا اور اُم فروا...... تینتیس سال کی ہونے کو آئی تھی مگر دس سال پہلے اس نے اپنی زندگی کا ایک انتہائی اہم فیصلہ کیا تھا اور وہ شادی نہ کرنے کا ایک سنجیدہ اور اٹل فیصلہ تھا جو بہت سی وجوہات لیے سرزد ہوا۔ ایسی وجوہات جس نے ابتداء بچپن سے لی۔ شعور کی دنیا میں قدم رکھا اور جوانی دیکھی اور تمام وجوہات کی ایک خاص وجہ مرد ذات تھی۔ مرد ذات بچپن میں اس کے کچے ذہن پر اس وقت ناگوار گزری جب اس نے اپنے باپ احمد نواز سے پیار چاہا تو دھتکار ملی۔ احمد نواز نشے کا عادی ایک جواری تھا جس کے ہاتھوں اس نے شروع سے اپنی ماں کو مار کھاتے دیکھا۔ جس کی زبان نے ہر ہر لمحہ خالدہ بانو کی تذلیل کی۔ اس کے لاابالی ذہن میں معصوم حسرت بھری سوچ ابھری۔ کیا باپ ایسے بھی ہوتے ہیں...... جو گھر کا خرچہ چلانے کے بجائے عورت' بیوی کی محنت کا ایک ایک روپیہ اسے طلاق کی دھمکی دے کر لیتا ہے اور اپنا شوق پورا کرتا ہے۔ بچپن سے اسے باپ سے پیار کے دو لفظ نہ ملے تو ارادتاً یا لاشعوری طور پر ان سے فاصلے پر آ گئی۔ تھوڑی بڑی ہوئی تو باپ کے دیکھا دیکھی یاسر اور عمران بھی اپنی آواز میں رعب لے آئے۔ چھوٹی چھوٹی باتوں پر تینوں بہنوں پر بے پناہ غصہ کرتے۔ انہیں روکتے ٹوکتے' بے جا پابندیاں لگاتے کہ عورتیں رعب میں دبی اچھی لگتی ہیں۔ کھیلنا' ہنسنا مسکرانا انہیں زیب نہیں دیتا۔ لڑکیوں کی پڑھائی کے بھی خلاف تھے مگر کامل پڑھا لکھا تھا۔ اُم حبیبہ اور اُم مریم کی مرتبہ تو نہ بول سکا مگر اُم فروا کے معاملے میں دخل اندازی کی اور اسے زبردستی پڑھایا۔ وہ اسکول گئی' کالج یونیورسٹی دیکھی' کچھ اپنا شوق بھی تھا البتہ وہ دونوں چونکہ سب سے بڑے تھے خوب رعب جماتے' گھر میں کبھی کوئی چیز اچھی بنتی تو بہنوں کے سامنے سے تھالی سرکا لیتے اور خود ڈٹ کر کھاتے۔ وہ کلس کر سوچتی رہتی کہ کیا بہنیں اتنی بے وقعت ہوتی ہیں مگر جب ان دونوں کی شادی ہوئی تو فروا کا ذہن الجھ سا گیا۔ بہنیں تو بہنیں دونوں کا بیویوں کے ساتھ بھی بے حد ناروا سلوک تھا' بات بات پر لڑتے' انہیں مارتے' بلاوجہ الجھتے البتہ وہ تینوں بہنیں تو کبھی ان کے سامنے نہ بولیں لیکن ان کی بیویاں ان کے ساتھ برابر اترتیں۔ جس سے انہیں مزید غصہ آتا اور اس غصے کی بھینٹ چڑھتیں بیوی کے روپ میں مرد کے ہاتھوں عورتیں......

انہی دنوں اُم حبیبہ کی شادی ہوئی پسند سے' جس کا جلد ہی اس نے خمیازہ بھگتنا شروع کیا۔ شوہر کی ابتداء کی محبت' لاڈ پیار' توجہ جلد ہی جھاگ کی مانند بیٹھ گیا اور دل میں شک نے جگہ لے لی تھی۔ سخت نظروں کا پہرہ بیوی پر بٹھایا کہ کہیں

www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM

وہ اب کسی اور کو پسند نہ کرلے۔ ساتھ ہی ساتھ غلیظ زبان استعمال کرنے لگا۔ بات بے بات مارکٹائی اختیار کرلی اور اگر وہ کچھ کہتی تو طلاق کی دھمکی ہونٹوں پر چپ کی مہر ثبت کردیتی۔ جلد ہی اُم حبیبہ پر سسرال کی زندگی عذاب ہوئی تو ایسے میں پہلی بار...... پہلی بار اس کا ذہن ایک نکتے پر اٹکا۔ وہ سنجیدگی سے سوچنے بیٹھی تو ذہن میں پہلی بار مردوں کے خلاف واضح تنفر پیدا ہوا۔

اسے باپ' بھائی' شوہر کے روپ میں مرد کا اصل چہرہ نظر آیا۔ اول تو بے حد خوف زدہ ہوئی پھر اپنے اردگرد کے پھیلاؤ اور معاشرے میں عورت مرد کے بیچ حائل تضاد پر غور شروع کیا۔

کامل اور ربیعہ کے تعلق کو لے کر اس نے زیادہ نہ سوچا مگر اُم مریم کی شادی کے بعد وہ یک دم غیر معمولی طور پر سنجیدہ ہوگئی' کوکھ مریم کی سونی تھی اور الزام بھی بے اولادی کا اس پر تھوپا گیا۔ وہ سوچنے لگی اولاد تو مرد کے نصیب میں ہوتی ہے پھر قصوروار عورت کیوں ٹھہرائی جاتی ہے۔ وہ الجھتی بکھرتی سر تھام کر بیٹھ گئی۔ جبھی مرد کا ایک اور روپ اسے دیکھنے کو ملا' اس کا چھوٹا بھائی بارہا اس کی نظروں میں آیا جو دل میں بیس لڑکیوں سے محبت کا اظہار کرتا' بیس لڑکیوں سے عمر بھر ساتھ نبھانے کا وعدہ کرتا۔ جس نے موبائل کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنا کر خود کو باقی کسی بھی معاملے سے لاتعلق کرلیا تھا ہر دوسری لڑکی سے فراڈ میں اس کی دلچسپی تھی۔ فروا کے دل میں عدیل جیسے مردوں کے لیے ناپسندیدگی پیدا ہوئی۔ اس دوران باپ بھائیوں نے اس کا رشتہ پھوپی زاد سہیل سے طے کیا' سہیل کی اصلیت بھی چند ہی دنوں میں اس پر کھلی۔ وہ ایک نہایت بدتمیز' جاہل' لوفر لفنگا سا تھا۔ فروا یونیورسٹی جاتی تو اس کا راستہ روک لیتا' معنی خیز' بے باک باتیں کرتا' کبھی اس کا ہاتھ پکڑتا تو کبھی چہرہ چھونے کی کوشش کرتا۔ فروا کو اس کی آنکھوں میں غلاظت اور ہوس صاف نظر آتی۔ رشتہ طے ہونے کے بعد وہ گویا خود کو فروا کا مالک تصور کرنے لگا۔ جی بھر کر تنگ کرتا' بے باک ہنسی ہنستا اور یوں وہ آخری حدوں تک مرد ذات سے متنفر ہوگئی تھی۔

شدید ذہنی انتشار کے بعد اسے مردوں کے ہر روپ سے نفرت ہوگئی تھی۔

مردوں کا ہر ہر روپ اسے باور کروا گیا کہ یہ معاشرہ مردوں کا ہے اور مردوں کی نظر میں عورت کی کوئی حیثیت نہیں۔ کوئی عزت کوئی رشتہ اہمیت کا حامل نہیں۔ اس نے کھلے لفظوں میں اعتراف کیا کہ سب مرد ایک جیسے ہوتے ہیں۔ ظالم' جابر' بے وفا' مطلب پرست' بیوی کو پاؤں کی جوتی سمجھنے والے' بے پروا' شکی' دغاباز' عورت سے متعلق غلیظ سوچ کے حامل پھر کیوں عورت ان کے سامنے جھکے' ان کے ظلم سہے' لعنت ملامت برداشت کرے۔

اس نے مردوں کے خلاف عورت کی طرف سے اعلان جنگ کیا۔ اپنی بھرپور نفرت کا اظہار کیا اور بڑی دیدہ دلیری کے ساتھ پہلا قدم اٹھاتے ہوئے سہیل سے شادی کو انکار کردیا۔ بہت سی لڑائیاں اس انکار سے پیدا ہوئیں مگر وہ اندھی بہری بن گئی۔ سہیل نے اسے دھمکیاں دیں مگر اس نے مطلق پروا نہ کی۔ پھوپی ناراض ہوکر بھائی کے گھر سے تعلق ختم کر گئیں' چند سال یونہی گزرے تو سہیل بھی کام کے سلسلے میں دوسرے شہر چلا گیا۔ اس کے بعد بھی فروا کے کئی رشتے آئے مگر فروا کے سخت ردعمل سے کہیں بھی بات نہ بنی۔

اپنے فیصلے کو عملی جامہ پہنانے میں اسے سالوں لگے۔ سب نے اسے بہت سمجھایا مگر وہ نہ مانی' اب بھی اٹل تھی اور کل یاسر نے اسے تھپڑ مار کر اس کے دل کو مزید تنفر سے بھر دیا تھا۔ یاسر کی خودغرضی پر وہ پُر ملال سی سوچے جارہی تھی کہ ماں کو نظرانداز کرنے اور بہن پر ہاتھ اٹھا کر یاسر نے عورت کو حقیر ظاہر کیا تھا۔

❀ ❀ ❀

گھر کی چار دیواری میں دو دنوں سے سوگواریت پھیلی تھی۔

مگر کسی کو کوئی فکر نہیں تھی۔

اس دن کی لڑائی اور یاسر کے ہاتھ اٹھانے کے بعد سے

وہ مسلسل کمرے میں بند تھی۔ اسکول بھی نہیں گئی اب کہ دل پر گہرا اثر پڑا تھا۔ زبان نے البتہ کوئی شور نہیں کیا بس خاموشی سے ماتم منا رہی تھی مردوں کے معاشرے میں عورت کی بے بسی پر......

ربیعہ اس کی دماغی کیفیت' خیالات' قلبی ملال سے واقف اپنی سوچ کو عملی جامہ پہنانے کا ارادہ کرنے لگی۔ لوہا گرم تھا' موقع بھی اچھا تھا وہ آسانی اس کے فیصلے پر ضرب لگاسکتی تھی۔ شام کے پہر آہستگی سے اس کے کمرے میں چلی آئی۔ اس نے خود کو سنبھالا' ربیعہ وہ واحد ہستی تھی جس سے کبھی کبھار دل کی بات کہہ دیتی اور خود تحمل سے ربیعہ کی بات سن بھی لیتی تھی۔

"جو ہوا اچھا نہیں ہوا۔"

"مجھے اس بات کا افسوس نہیں ہے کہ بھائی نے مجھ پر ہاتھ اٹھایا بلکہ اس بات کا ہے کہ بیٹے کے دو آنسوؤں کے سامنے انہیں ماں کی تکلیف کا احساس نہیں' کب سے اماں بیمار بستر پر پڑی ہیں مگر انہیں فکر نہیں ہے۔ اس سے زیادہ عورت کی تضحیک کس صورت میں ممکن ہے؟" فروا نے تلخی سے پوچھا۔

"میرا دل سکت سے عاری ہوتا جارہا ہے بھابی! مجھے لگتا ہے اب میں ہار جاؤں گی۔"

"نہیں فروا! تم بہت باہمت ہو مگر ایک بات کہوں بُرا تو نہیں مانو گی۔" ربیعہ اصل مدعے کی طرف آئی۔

"کہیں!"

"میں نہیں چاہتی کہ اس دن والی نوبت پھر سے آئے یا کوئی ناچاقی پیدا ہو اور تم پر بھائیوں کی جارحیت کھلے۔ مرد کا ہاتھ ایک بار اٹھ جائے تو بار بار اٹھتا ہے۔" وہ سنجیدگی سے بولی۔

فروا نے خاموشی سے اسے سنا۔ اس کی بات پر اعتراض یا اختلاف نہ اٹھایا کہ اس حقیقت کو اس سے زیادہ قریب سے کس نے دیکھا ہوگا۔

"یاسر بھائی کی جھجک ختم ہونے سے پہلے تم ان کے اٹھتے ہاتھوں کو روک سکتی ہو۔" جب کہ ربیعہ رسان سے کہہ رہی تھی۔

"کیسے......؟" اس نے آہستگی سے پوچھا۔

"اپنا فیصلہ بدل کر۔"

"ہرگز نہیں۔" سنتے ہی وہ صاف بولی۔

"کیوں نہیں؟"

"میرا فیصلہ بہت پرانا اور پائیدار ہے۔ باپ' بھائی اور بہنوئی کے بعد شوہر کی صورت میں مرد ذات سے نفرت مجھے پاگل کردے گی' دل پھٹ جائے گا میرا۔ مرد کا ایک اور بھیانک روپ میں برداشت نہیں کرسکتی۔" وہ عجب الم میں ڈوبی تھی۔

"تمہارا فیصلہ تمہارے بھائیوں کو تم سے دور کردے گا فروا!"

"سچ بتاؤں تو میں ان کے قریب رہنا بھی نہیں چاہتی۔" وہ سنجیدگی سے بولی۔

"سب مرد ایک جیسے نہیں ہوتے فروا! بالکل اسی طرح جس طرح ہاتھ کی پانچ انگلیاں برابر نہیں ہوتیں۔" ربیعہ اسے ہر طریقے سے سمجھانا چاہتی تھی۔

"میں کیسے مان لوں' میں نے خود دیکھا ہے سب ایک جیسے ہیں۔ یہ معاشرہ مردوں کا معاشرہ کہلاتا ہے جہاں مرد عورت پر اپنی حاکمیت قائم رکھنے کے لیے عورت کو خاک سے بھی کم تر سمجھتے ہیں۔ انہیں اذیت دے کر سکون میں رہتے ہیں' عورت کی کوئی اہمیت کوئی عزت نہیں ہے مردوں کی نظر میں۔" فروا نہایت کروفر سے بولی۔

"نہیں فروا! بے شک معاشرے میں ایسے بہت سے مرد ہیں مگر سب نہیں۔ تم دس میں سے سات کو ایسا کہہ سکتی لیکن باقی تین پر تم نے غور نہیں کیا اور نہ کبھی ان کے مقابلے میں کامل جیسے مردوں کو لائیں۔ کامل بھی تو اسی معاشرے کا ایک مرد ہے مگر بہت سوں سے مختلف۔ تم بتاؤ فروا تم نے کبھی کامل کو غصے میں دیکھا ہے؟ کبھی ان کے منہ سے کوئی گالی سنی ہے؟ کبھی انہیں مجھ سے لڑتا دیکھا ہے؟ کبھی کامل کو اماں کی فکر سے بے نیاز دیکھا؟ میں تمہیں باقی کسی کی مثال نہیں دوں گی تم صرف کامل کو

WWW.PAKSOCIETY.COM

www.paksociety.com

دیکھو جنہیں تم بچپن سے جانتی ہو۔" ربیعہ نے کامل کو اس کے سامنے تصویر کے دوسرے رخ کے طور پر پیش کیا۔ کچھ پل وہ خاموش رہی پھر توقف کے بعد بولی۔

"ٹھیک ہے کامل بھائی' یاسر اور عمران بھائی جیسے نہیں ہیں مگر حبیبہ آپی نے پسند کی شادی کی تو ظفر بھائی نے ان کی زندگی عذاب کردی انہیں طعنے دیئے شکی نگاہوں سے دیکھا ہروقت وہ آپی پر لعنت ملامت کرتے ہیں مگر شادی میں ان کی بھی تو پسند شامل تھی یہ کیوں نہیں سوچتے وہ۔ خود پر انہوں نے شک کی کوئی گنجائش نہیں چھوڑی' عورت کو بدکردار کہنے یا سمجھنے والا مرد بھی تو کریکٹر لیس ہوسکتا ہے پھر بدنام عورت ہی کیوں ہوتی ہے اور اُم مریم! اس کا کیا قصور ہے جو وقاص بھائی نے اولاد نہ ہونے پر سارا الزام ان کے سر ڈال۔ یہ جانتے ہوئے بھی کہ اولاد مرد کے نصیب میں ہوتی ہے پھر بھی سزا عورت کو دی جاتی ہے۔ کبھی طلاق کی صورت میں تو کبھی اس پر سوتن لا کر......! ضروری نہیں کہ نقص بیوی میں ہو' خرابی شوہر میں بھی ہوسکتی ہے مرد آخر سمجھتے کیا ہیں عورت کو؟" فروا کا پارہ یک دم ہائی ہوا تھا البتہ آواز تنفر میں ڈوبی' دھیمی تھی۔

ربیعہ نے بغور اسے سنا کہ آج وہ محض اسے سننے نہیں آئی تھی بلکہ اس کے فیصلے کو بدلنے کی پہلی کوشش کرنے آئی تھی اس کے ہر سوال کا ممکنہ جواب دینے آئی تھی۔

"تم اپنی جگہ ٹھیک بھی ہو اور نہیں بھی۔" وہ سہولت سے بولی۔ اُم فروا ب بھنچے اپنا غصہ ضبط کرتی اسے سننے لگی۔

"یہاں بھی میں تمہیں اپنی اور کامل کی مثال دوں گی۔ ہماری بھی تو لو میرج ہے اور یہ کوئی گناہ نہیں ہے۔ اسلام میں بھی اس کی اجازت ہے مگر ہر ایک کی اپنی سوچ اپنی خصلت ہوتی ہے ظفر بھائی' اُم حبیبہ کو من میں بس کر بیاہ کر تو لے گئے مگر اپنے ہاتھوں خود اپنا سکون تباہ کررہے ہیں پر کیا کبھی تم نے کامل کی نگاہ میں میرے لیے شک دیکھا ہے' ان کی زبان سے گالی سنی ہے' مجھے بدکردار کہتے سنا ہے اور شادی کے چھ سال گزرنے کے باوجود بھی اولاد کی نعمت سے ہم محروم ہیں لیکن کامل نے کبھی مجھے اس کا ذمہ دار نہیں ٹھہرایا

دوسری شادی کی خواہش ظاہر کی کیونکہ ہم جانتے ہیں [illegible] کے گھر میں دیر ہے اندھیر نہیں اور صرف کامل ہی نہیں ایسے اور بھی بہت سے مرد ہیں جو عورت کو [illegible] نہیں سمجھتے۔ عزت کرتے ہیں' انہیں محبت دیتے ہیں' تم کامل کی ذات کو سامنے رکھ کر ایک مرتبہ سوچو تو سہی۔" ربیعہ نے اسے ہر حال میں قائل کرنے کی ٹھانی ہوئی تھی۔

"محض کامل بھائی کی ذات سے کمپیئر کرکے میں ان تمام حقائق سے نظریں نہیں چرا سکتی جنہیں میں نے اپنے بچپن سے آج تک ہر لمحہ دیکھا اور محسوس کیا ہے۔ میں فیصلہ کیونکر بدلوں' میرے دل میں مرد ذات کے لیے کوئی گنجائش نہیں ہے۔" ربیعہ کی تمام باتیں سننے اور سمجھنے کے باوجود بھی اس نے اپنے فیصلے اور لہجے میں رتی برابر بھی لچک نہ لائی۔

"گنجائش پیدا بھی تو کی جاسکتی ہے' تم سوچ کے تو دیکھو۔"

"سوچنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے بھابی!" وہ دوٹوک بولی۔

"تم پڑھی لکھی اور سمجھ دار لڑکی ہو۔ خود کو چھوٹے وقعت کیوں کرنا چاہتی ہو' میں درخواست کرتی ہوں تم سے فروا! پلیز سوچو۔ ہم دوبارہ بات کریں گے۔ میں اماں کی طرف جارہی ہوں' انہیں کھانا دینے' تم بھی فریش ہوکر آجاؤ مل کر کھائیں گے۔" ربیعہ آہستگی و اطمینان سے بولتی باہر آگئی۔

رات کا کھانا اس نے ان کے ساتھ کھایا اور پھر سے کمرے میں چلی آئی البتہ اب کہ بالکل غیر ارادی طور پر وہ ربیعہ کی باتوں کو سوچ رہی تھی۔ لاشعوری طور پر اس کے کہنے کے مطابق کامل اور ان تمام مردوں کا موازنہ کررہی تھی جو اس کے دس سالہ فیصلے کی وجہ تھے۔ ذہن و دل اس دوران عجیب کیفیت سے دوچار رہے۔

اپنے فیصلے سے ہٹنا پھر بھی بہت مشکل تھا۔

کامل نے بعد میں اس دن والے معاملے پر یاسر سے باز پرس کی تھی۔ وہ اپنی جگہ بے حد شرمندہ تھا۔ وہ فروا پر ہاتھ

اٹھانے کا ہرگز بھی ارادہ نہیں رکھتا تھا مگر بیٹے اور بیوی نے اس کا پارہ ہائی کردیا تھا۔ جسے فروا کے بعد اس نے ڈاؤن کرنے کے لیے ان دونوں کی بھی زبردست ٹھکائی کی مگر بہن سے شرمندہ معذرت کے چار لفظ بولنے پر تیار نہ تھا۔ مردانہ انا و عزت نفس کے خول میں قید وہ اپنے کیے پر شرمندگی کا صاد نہیں کرسکتا تھا۔

اُدھر دوسری طرف ربیعہ نے کامل سے پوچھ کر احسان کو فون ملایا تاکہ اسے اس دن والے واقعے سے متعلق بتائے' فروا کی کنڈیشن سے آگاہ کرے اور اسے شادی کے لیے تیار کرے مگر فون پر چھوٹتے ہی احسان بولا تھا۔

"آج کل سعد اپنی دوست کو بڑا یاد کررہا ہے' آپ کی نند سے ملنے کا خواہش مند ہے اور میں بہت حیران ہوں اس نے اتنی ضد کبھی نہیں کی تھی۔" ربیعہ بھی سن کر حیران ہوئی تھی مگر پھر کچھ یاد آتے ہی بولی۔

"اسے کہیں کہ وہ بہت جلد ہمیشہ کے لیے اس کے پاس آجائے گی۔ ابھی ضد نہ کرے۔" ساتھ ہی احسان کو گھر میں ہونے والی تمام روداد سنائی۔

"کی وجہ سے فروا لفظ ہر تخت اور بدزبان بن گئی ہے مگر وہ اندر سے ختم ہوجائے گی اگر مزید یہی سب اس کے ساتھ ہوتا رہا تو... پھر تم نے کیا سوچا؟"

"ابھی تک تو کچھ نہیں مگر آپی! اگر آپ کو یقین ہے کہ وہ سعد کو ماں بن کر سنبھال سکتی ہے' اسے پیار دے سکتی ہے تو میں اپنی پوری کوشش کروں گا کہ اس کو اپنی ذات سے اعتبار دے کر سمیٹ سکوں۔" وہ ساری بات ربیعہ کے ذوق پر چھوڑتے ہوئے بولا۔

"مجھے تمہاری فکر ہے احسان اور جہاں میں سعد کو ماں کی آغوش میں کھیلتا دیکھنا چاہتی ہوں وہیں فروا کو زندگی کی طرف واپس لانا چاہتی ہوں۔ اسے ہنستا مسکراتا آباد دیکھنا چاہتی ہوں۔" وہ سچے دل سے بولی' سب کے لیے اس کے دل میں جذبہ خیر تھی۔

"تو ٹھیک ہے آپی! مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے آج میں اسماء کے کہے پر عمل کرنے کو تیار ہوں اگر فروا مان گئی تو میں آپ کو مایوس نہیں کروں گا۔" احسان نے آہستگی سے یقین دلایا۔ ربیعہ کے چہرے پر آسودہ سی مسکراہٹ پھیل گئی۔

"تھینکس۔ یو سو مچ احسان! بس دعا کرنا کہ فروا مان جائے۔" تشکر سے کہتی وہ فون بند کرگئی۔

احسان نے موبائل جیب میں رکھتے ہوئے گہرا سانس خارج کیا آنکھیں موندیں۔

اسما اس کی من چاہی بیوی تھی۔ دونوں میں بہت محبت تھی دونوں ہی ایک دوسرے کا خیال خود سے بڑھ کر رکھتے تھے مگر شومئی قسمت کہ ان کی رفاقت کی گھڑیاں محض ایک سال پر محیط تھیں۔ شادی کے ایک سال بعد سعد کی پیدائش پر وہ خالق حقیقی سے جاملی مگر شاید اسے اپنی موت کا اشارہ مل گیا تھا جو آخری وقت تک اسے کہتی رہی۔

"میں نہ رہی تو میری اولاد کو ماں کی ممتا سے محروم مت رکھنا' خود کو تنہائی کے عذاب میں مت ڈالنا ورنہ بہت جلد بوڑھے ہوجاؤ گے۔ میری خواہش ہے احسان کہ میرے مرنے کے بعد بھی تم خوش رہو' ہمیشہ آباد رہو۔ تم کسی بہت اچھی سی لڑکی کے ساتھ شادی کرنا جو تمہارا اور میری اولاد دونوں کا خیال رکھ سکے۔ تمہیں اپنی محبت سے نہال رکھے جبھی میری روح کو سکون ملے گا میرے مرنے کے بعد بھی تم اور میری اولاد خوش رہو گے اور میں ابھی سے کہہ رہی ہوں مجھے یاد کرکے اداس مت ہونا' مجھے بے سکونی ہوگی......"

اسے اسماء کے الفاظ آج بھی یاد تھے۔

اس نے بہت سے وہموں وسوچوں کے ساتھ سب باری تعالیٰ کی مہربان ذات پر چھوڑ دیا کہ بے شک اللہ کے ہر کام میں کوئی نہ کوئی مصلحت پوشیدہ ہوتی ہے۔

❁ ❁ ❁

چند دن مزید یونہی بے کیف گزرے تھے کہ ایک اور واقعہ اس کو اپنے فیصلے پر جائز اور مضبوط ہونے کی مہر لگانے پر مجبور کرگیا۔

اُم مریم جسم و منہ پر بہت سے نیل سجائے روتی دھوتی گھر آبیٹھی۔ وقاص نے اسے اس کے ناکردہ گناہ کی

باقاعدہ سزا دے دی تھی اسے اولاد چاہیے تھی وہ دوسری شادی کررہا تھا۔ ایسے میں اسے مریم کی کوئی ضرورت نہیں تھی وہ کلیئر کررہی تھی۔

بہن کے صبر و برداشت اور بہنوئی کے ظالمانہ خود غرضانہ عمل سے بھائیوں کا غصہ عروج پر تھا۔ یہ تو خاندان والے بھی جانتے تھے کہ بڑے دونوں یاسر اور عمران غصے میں کچھ بھی کرگزر سکتے ہیں۔ دونوں کا خاصا رعب تھا' ولی تو وقتی ان کی گرفت میں نہیں آرہا تھا مگر جب آیا تو اسے ہاتھوں ہاتھ لیا۔ خوب ڈرایا دھمکایا' تب بھی وہ اکلوتا۔ ماں باپ کو بھی اس کی زندگی عزیز تھی جبھی ہفتے کے اندر ہی آ کر ام مریم کو لے گیا البتہ فروا کو سمجھانے کا یہ ایک اور نادر موقع تھا۔

"کتنی ذمہ داری کا ثبوت دیتے ہوئے انہوں نے مریم کی زندگی تباہ ہونے سے بچائی ہے۔" ربیعہ بولی۔

"ہاں مگر ڈرا دھمکا کے..... مریم واپس تو چلی گئی ہے مگر کیا گارنٹی ہے کہ وہ دوبارہ سے خوش رہے گی۔ اسے وہاں دوبارہ تنگ نہیں کیا جائے گا۔" وہ صاف گوتھی' حقیقت پسندی سے بولی۔

"تم جانتی ہو فروا! عورت کی معاشرہ تب تک عزت کرتا ہے جب تک وہ شوہر کے ساتھ اس کے گھر میں رہے جیسے بھی رہے پر مرتے دم تک رہے۔ یہی دستورِ دنیا ہے اور اگر کوئی عورت ناراض ہوکر یا طلاق لے کر میکے آبیٹھے تو اس کی کوئی وقعت نہیں رہتی۔" اس نے سنجیدگی سے اسے سمجھانا چاہا۔

"روز کا عذاب جھیلنا بھی تو موت سے بدتر ہے۔" اس نے نئی دلیل دی۔

"اس سے کسی حد تک کم جو وہ گھر بیٹھ کر لوگوں کی باتیں سنتی ہے۔" آہستگی سے کہتی لمحہ بھر کے لیے رکی پھر اضافہ کیا۔ "مریم شادی شدہ تھی سوجھی نے اس سے لڑائی کے بجائے اس کی فکر کی۔ اس کا گھر بسانا چاہا تاکہ وہ خوش رہے۔ جیسے بھی ہوں وہ بھائی ہیں' بہنوں کو برباد بے سکون نہیں دیکھ سکتے اور تم سے ان کا اختلاف بھی اسی لیے ہے۔"

وہ اصل مدعے کی طرف آئی۔

"مطلب؟" اس نے سوالیہ نظروں سے ربیعہ کو دیکھا۔

"وہ جانتے ہیں عورت کتنی ہی خودکفیل کیوں نہ ہو کبھی نہ کبھی تھک جاتی ہے۔ وقت اور حالات کروٹ بدلتے رہتے ہیں۔ تم آج جوان ہو' باہمت ہو' جاب کرتی ہو' ابھی سب تمہارے اردگرد ہیں مگر آئندہ کی کس کو کیا خبر..... تم خوشی' بیماری کا کچھ پتا نہیں۔ تم سمجھ دار ہو ساری زندگی یوں لڑائی میں گزارنا ممکن نہیں۔ تمہیں اپنا وقار قائم رکھنا ہے تو پلیز اپنا فیصلہ بدلو۔" وہ نرمی سے اسے سمجھا رہی تھی۔

"میں نے فیصلہ بدلنے کے لیے نہیں کیا تھا۔" اب کے اس کی آواز میں پہلی سی مضبوطی نہیں تھی مگر لہجے میں دانستہ قطعیت لانے کی کوشش کی۔

"ساری زندگی کے لیے یہ مشکل ہے فروا! ابھی تم صرف بہنوئی اور بھائیوں کے رویے دیکھ رہی ہو مگر کل کو تمہارے بھتیجے بڑے ہوں گے اور اپنے ماں باپ کی نظروں میں تمہاری تحقیر دیکھ کر وہ بھی تمہاری عزت نہیں کریں گے تب تم انہیں برداشت نہیں کرسکو گی۔ عزت عورت کا حق ہے بے شک اس معاشرے میں عورت کو اس کے جائز حقوق دینا بہت سے مرد پسند نہیں کرتے مگر پھر بھی عورت کی عزت مرد سے منسوب ہے۔ مرد کے بغیر ایک اکیلی عورت کے لیے آگے بڑھنا' خود کو مضبوط رکھنا بہت مشکل ہے۔ عورت' اولاد اور شوہر کے بنا نامکمل ہے۔ یہ ایک مسلم حقیقت ہے جسے اب تمہیں قبول کرنا ہوگا۔" ربیعہ نے اسے ٹھوس لفظوں میں سمجھانے کی آخری کوشش کی۔

"عورت کی عزت سسرال میں کی جاتی ہے گھر میں بیٹھی بہن کو اس کی ذمہ داریوں سے مبرا ہونے کے باوجود باپ اور بھائی وہ توجہ یہ عزت نہیں دے سکتے جو ایک بیاہی بہن یا بیٹی کو دی جاتی ہے جسے وہ بہن بیٹی سسرال میں خوش ہوتی ہو۔ بھائی اپنی سپورٹ سے اس کی عزت کرواتے ہیں' اپنی اور مریم کی مثال لے لو۔" فروا نے بغور اسے سنا مگر بولی کچھ نہیں۔

البتہ اس کی سوچ میں انتشار برپا ہوچکا تھا۔ اس کا فیصلہ

ہنوز برقرار تھا مگر وہ خود تذبذب کا شکار تھی۔ غور کیا تو ربیعہ کی ہر بات سچی تھی۔ دل کی کیفیت و خیالات بھی ارتعاش کی زد میں تھے۔ اس کا فیصلہ ایک جگہ بھائیوں کی اس سے لڑائی اسی کی فکر میں تھی اس نے خاموشی اختیار کرلی۔

کچھ دن بعد کامل اس کے سامنے تھا پہلی مرتبہ اس سے باقاعدہ بات کرنے کے لیے۔ تھوڑی دیر تک اسے سمجھاتا رہا ربیعہ بھی اس کے ساتھ تھی۔

"تمہارے انکار کی وجہ بھی صرف تمہارے لیے اہم ہے اور یہی بات یاسر اور عمران کو تم پر غصہ دلاتی ہے۔" کامل کا سب و لہجہ سنجیدہ تھا۔

"یہی تو دکھ ہے۔" وہ آزردہ تھی۔

"میں چاہتا ہوں تم اپنا فیصلہ بدلو آج پہلی بار میں تم سے درخواست کرتا ہوں فروا کہ پلیز تم شادی کے لیے راضی ہوجاؤ۔ مجھے تمہاری سب کی نظروں میں عزت عزیز ہے۔" کامل کی آواز دھیمی اور لہجہ التجائیہ تھا۔

"احسان کو تم جانتی ہو اس کی زندگی سے بھی واقف ہو ہم تمہارا اس سے رشتہ طے کرنا چاہتے ہیں اگر مجھ پر یقین کرسکو تو ہاں کہہ دو۔" کامل نے آہستگی سے اسے احسان سے رشتے کا کہا البتہ زور دینے کی ہلکی سی بھی سعی نہ کی۔

اپنے اس بھائی پر تو اسے اندھا یقین تھا۔ جس نے ہمیشہ اس کی فیور کی' جو باقیوں کی طرح کبھی اس سے نہ الجھا تھا اور آج پہلی بار شادی کی بات کی بھی تو فیصلے کا سارا اختیار اسی کو دیا' وہ سوچنے پر مجبور ہوگئی۔

"جہاں تم نے مردوں کے اتنے روپ دیکھے وہاں ہمارے کہنے پر مرد کا ایک اور روپ آزمالو۔ احسان کو تم نے مختلف نہ پایا تو میں تمہاری قصوروار ہوں گی۔" ربیعہ کی بات نے بھی اس کے باقاعدہ حتمی فیصلے میں معاونت کی۔

"ابھی فیصلہ کرسکو تو بہتر ہوگا مزید لڑائی کا کیا فائدہ۔ ہم سب کو تمہاری خوشی مقصود ہے۔" کامل نے پھر سے بولا اور وہ جو پچھلے کئی دنوں سے ذہنی کشمکش سے الجھاؤ کا شکار تھی' سلجھاؤ کی طرف آنے لگی۔ ایک فیصلہ اس نے دس سال پہلے کیا تھا اور ایک فیصلہ وہ اب کرنے جارہی تھی۔ دونوں میں سے بہتر کون سا ہوگا یہ جاننے کا فیصلہ اس نے اگلے لمحے آئندہ کے لیے رکھ چھوڑا۔

"ٹھیک ہے بھائی' اگر آپ سب کو لگتا ہے شادی ضروری ہے اور سب مسائل کا حل ہے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ آپ جہاں چاہیں رشتہ اپنی مرضی سے طے کرسکتے ہیں' میں اپنا سارا اختیار آپ کے سپرد کرتی ہوں۔" وہ مان گئی تھی۔

ان دونوں نے کچھ بے یقین و سرشار نظروں سے فروا کو دیکھا' کامل مطمئن سا اٹھ کر چلا گیا۔

"ٹھیک یہ سوچ فروا ان شاء اللہ اب آگے سب ٹھیک ہوگا۔" ربیعہ نے اسے گلے لگایا' تشکر و یقین سے کہا پھر خوشی خوشی احسان کو بتانے چل دی۔

احسان نے سن کر زیادہ کچھ نہ کہا' سب ذمہ داری بہن پر ڈالی۔ اس نے بھائی کو کہہ دیا کہ مشکل مرحلہ گزر چکا ہے اب شادی بہت جلد طے ہوگی۔ ہاں احسان نے سادگی سے شادی کرنے کی شرط رکھی۔ اسے کوئی اعتراض نہیں تھا۔ مطمئن سی فون رکھ کر پلٹ آئی' سب کے سامنے باقاعدہ رشتہ لانے سے پہلے کامل نے یاسر اور عمران کو موقع ملتے ہی بتایا تاکہ شہلا اور فوزیہ کو بات بگاڑنے یا فروا کو تاؤ دلانے کا موقع نہ ملے۔ ویسے بھی فوزیہ اپنے آوارہ بھائی کے لیے فروا کو بیاہنا چاہتی تھی۔ کامل نے دونوں بھائیوں کو رشتے اور فروا کی رضامندی کے متعلق مطلع کیا' انہیں تحمل سے سمجھایا۔

"عمران! فوزیہ بھابی کے بھائی کو تم اچھی طرح جانتے ہو نشے کا عادی ہونے کے علاوہ بدقماش ہے۔ فروا اس کے ساتھ ایک دن بھی نہیں گزار سکتی اور یاسر! توقیر کے یہاں گزشتہ حالات کے پیش نظر بات نہ بن سکی اور ویسے بھی ہم سب کی ڈیمانڈ فروا کی شادی تھی۔ جیسے بھی سہی پر وہ مان گئی ہے' ہمیں اس کے فیصلے سے متعلق حقائق کو مدنظر رکھ کر ایک ایسے شخص کا انتخاب کرنا ہے جو اس کی سوچ بدل سکے اور احسان کو تم دونوں جانتے ہو وہ بے شک شادی شدہ ایک بچے کا باپ ہے مگر توقیر اور ناصر سے لاکھ درجے اچھا ہے فروا اس کے ساتھ خوش رہے گی۔"

www.paksociety.com

www.paksociety.com

"ہاں مگر تم ہم سے کیا چاہتے ہو۔" یاسر نے پوچھا۔

"معذرت کے ساتھ مگر تم دونوں اس معاملے میں بیویوں کی مت سننا۔ آج تک اس سلسلے میں جتنی بُرائیاں ہوئی ہیں ان میں ان کی دخل اندازی سے ہمیشہ معاملہ بگڑا ہی ہے۔ وہ شاید تم دونوں کو الٹا سیدھا کہیں کہ ربیعہ کے بھائی سے رشتہ انہیں ہماری چال لگے۔ ہم بھائیوں کو تو صرف فروا کی زندگی اس کی خوشی مقصود ہے؟" وہ اصل مدعا بیان کرتا آخیر میں سوالیہ ہوا۔

"اب فکر کی کوئی ضرورت نہیں۔ فروا مان گئی ہے ہمارے لیے تو یہی کافی ہے۔ حسان کے رشتے پر ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے باقی تم ہم پر چھوڑ دو سب کام بخیر و عافیت سرانجام پائے گا۔" ان دونوں نے کامل کو یقین دلایا' کامل پُرسکون سا ہوگیا۔

رشتے سے متعلق جلد ہی سب کو معلوم ہوا۔ خالدہ بانو کے چہرے پر برسوں بعد مسکراہٹ نے احاطہ کیا تھا۔ وہ رب کے حضور شکر گزاری خوشی کے آنسو بہا رہی تھیں۔ فروا کے مان جانے پر جہاں حیرت کا اظہار تھا وہیں حسب توقع شہلا اور فوزیہ کا سازشی دماغ چال بُننے سے باز نہ آیا۔

"چار جماعتیں پڑھنے سے دیکھو کیسی عقل چلائی مہارانی نے۔" شہلا متعجب سی خلافِ توقع اتنے اچھے رشتے پر حسد کا شکار تھی۔ پکا طے کرلیا تھا شوہر کو اس بنے بنائے منصوبے سے متعلق بتا کر اب تک کے انکار کو ڈراما کہے گی۔ رشتے کی مخالفت کو کہے گی مگر کامل انہیں سمجھا چکا تھا جبھی یاسر نے بیوی سے ایک بھی لفظ سننے سے قبل سختی سے جھڑک دیا۔ شہلا کلس کے رہ گئی۔ عمران کے تو غصے کا جواب نہ تھا۔

فوزیہ جھوٹ سچ چار اضافی باتوں کے ساتھ کہتی ناصر کے لیے انکار اور احسان کے لیے ہامی پر حیرت ظاہر کرتی زہر اگل ہی رہی تھی کہ عمران نے معمول کی طرح اپنے بھاری ہاتھ سے اس کا گال سرخ کیا۔

"بکواس بند کرو اپنی' جب وہ شادی نہیں کر رہی تھی تب بھی چین نہیں تھا تمہیں اب وہ راضی ہوئی تو چلی آئی ہو رنگ میں بھنگ ڈالنے۔ خوب واقف ہوں میں تم سے اور تمہارے بھائی سے' چپ چاپ شکل گم کرو اپنی۔" غصے سے چلاتا اسے بچی خاصی سنا گیا۔ وہ اپنا سا منہ لیے ناکام پلٹ گئی۔

پہلی بار دونوں بھائی بیویوں کی باتوں میں نہیں آئے تھے۔ سب کچھ شانت دیکھ کر اسی ہفتے شادی کی تیاری شروع کردی گئی۔ مشاورت کے بعد ایک ماہ بعد کی تاریخ رکھی گئی تھی۔ تیاری کے لحاظ سے یہ عرصہ کم تھا سو رفتار میں اضافہ ہوا۔ دونوں بہنوں کو بھی سندیسہ مل چکا تھا۔ ربیعہ' فروا' احسان اور سعد تینوں کے لیے بے حد خوش تھی۔ گھر کے ماحول میں آسودہ سی ہل چل مچ گئی تھی۔

❁ ❁ ❁

شادی تک کا وقت بہت تیزی سے گزرا۔ تمام رسومات کی ادائیگی سادگی سے کی گئی۔ اس دوران ماحول پُرامن رہا۔ اُم فروا بالآخر ماں' بھائیوں اور بہنوں کی دعاؤں کے سائے میں رخصت ہوکر احسان کے آنگن میں چلی آئی۔

ربیعہ نے اسے حجلہ عروسی میں بٹھایا اور باہر آگئی۔

شادی کا یہ فیصلہ اس نے آزمائش کے روپ میں قبول کیا۔ وہ مرد کو ایک اور روپ میں پرکھنے آئی تھی۔ گھر میں تینتیس سال لڑائی جھگڑا' مارپیٹ' عورت کی تذلیل دیکھی۔ اب ذہن نئے محاذ کے لیے تیار تھا۔ جیسے بھی حالات میں آکر ربیعہ اور کامل کی باتوں کے زیر اثر ایک طرف سے اس نے اپنی زندگی داؤ پر لگانے کے لیے یہ آزمائش قبول کی تھی۔

"کیا واقعی سارے مرد ایک جیسے نہیں ہوتے؟"

اسے اس کا جواب چاہیے تھا' وہ اپنی ذات کو پہلی و آخری بار تجربے کی بھینٹ چڑھائے اپنی خوب صورت آنکھیں جھکائے آنے والے وقت کا انتظار کرنے لگی۔

"تم ابھی تک کمرے میں نہیں گئے۔"

ربیعہ آج رات وہیں رک گئی تھی۔ سعد کو سلانے کے بعد باہر نکل کر آئی تو لاؤنج میں صوفے پر احسان کو بیٹھے دیکھ کر چونکی' قریب آ کر استفسار کیا۔

"بس جا رہا ہوں ابھی... سعد سو گیا ہے؟"

"ہاں وہ سو گیا ہے۔ احسان تم تمام حالات سے واقف ہو بیٹا فروا تو اس سے کسی بھی حق سے محروم مت رکھنا اسے اس انتہائی نہج پر پہنچنے کے بعد اپنی ذات سے مایوس مت کرنا۔ یہ اس کی زندگی کا سوال ہے۔" ربیعہ نے لجاجت سے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں' میری ذات سے اسے کوئی شکایت نہیں ہوگی۔" بہن کو تسلی دیتا وہ کمرے کی جانب بڑھا۔ ربیعہ پھر سعد کے پاس چلی آئی۔

اگر فروا ذہنی و قلبی کشمکش سے دوچار اپنی زندگی کے عجب دوراہے پر کھڑی تھی تو وہ بھی خدشات میں گھرا تھا۔ اپنی نئی نویلی دلہن کے بارے میں اس کی چرب زبانی سے متعلق وہ بہت کچھ سن اور دیکھ چکا تھا۔ مگر اب نکاح کے بندھن میں بندھنے کے بعد اس نے ایک بار بھی ان پر بہت سے نکات کو لے کر سوچا۔ فروا اس کی بیوی' سعد کی ماں بن کر اس کی ہم سفری میں آچکی تھی۔

سر جھٹک کر وہ دھیرے سے دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا تو پھولوں کی بھینی بھینی خوشبو سانسوں میں اترتی محسوس ہوئی۔ دروازہ لاک کرکے وہ بیڈ کی طرف بڑھا جہاں گھونگھٹ سے بے نیاز چہرے کو جھکائے وہ سنبھل چکی تھی اور لب سراثبات میں ہلا کر احسان کے سلام کا جواب دے رہی تھی۔ احسان اس سے کچھ فاصلے پر بیٹھ گیا۔

کچھ پل بغور اسے دیکھا اپنی پہلی شادی کا ذکر ہرگز نہیں کیا کہ وہ سب جانتی تھی' البتہ فروا جو اس کی زبانی پہلی بیوی کے قصیدے سننے کی سوچ کے بعد نارمل سی بیٹھی تھی' اسماء کا نام تک نہ سننے پر چونکی مگر ظاہر نہ کیا۔ احسان نے ٹھہرے ہوئے لہجے میں بیٹے سے متعلق چند باتیں کیں البتہ یہ جتانے یا سمجھنے کی کوشش نہ کی کہ وہ صرف اس کی اولاد کی ماں بن کر یہاں آئی ہے۔ وہ عورت کے لیے اس رات کی اہمیت سے واقف تھا۔

"یہ تمہاری رونمائی کا گفٹ!" احسان نے جڑاؤ کنگن اس کی کلائی میں سجاتے ہوئے آخیر میں اس کا ہاتھ تھام لیا جو بالکل ساکت تھا' اس کے جذبات کی طرح' لمس محسوس کرنے کے باوجود بھی لرزش سے عاری۔

احسان اپنی جگہ ہچکچاہٹ کا شکار تھا مگر بہت سی وجوہات کے پیش نظر وہ یہ جانتے ہوئے بھی اپنی تمام اپنائیت اس پر نثار کرنے کو تیار تھا کہ فروا یقیناً اتنی جلدی اپنے سابقہ فیصلے کے اثر سے نہیں نکل سکے گی اور اگر آج اس کا انداز بھی سرسری ہوا تو شاید کبھی نکل بھی نہ سکے۔

"نکاح جیسے مقدس و مضبوط رشتے میں بندھنے کے بعد میرا فرض ہے تمہیں اپنی بساط کے مطابق تمام خوشیاں دوں۔ تمام حقوق کا خیال رکھتے ہوئے انہیں پورا کروں۔ تمہیں عزت دوں' محبت سے رکھوں' بدلے میں تم صرف میرے گھر کو جنت بناؤ۔" احسان کی نگاہیں اس کے مخروطی ہاتھ پر جمی ہوئی تھیں۔

فروا نے دھیرے سے گھنگھور پلکیں اٹھا کر اسے دیکھا اور اگلے ہی لمحے اس کے دیکھنے پر پلکیں جھکا گئی' خاموش زبان اور خالی ذہن کے ساتھ۔ احسان کی کسی بات پر فی الحال وہ غور کرکے کسی خوش فہمی یا غلط فہمی کا شکار نہیں ہونا چاہتی تھی۔ ابتدائی توجہ اس کے نزدیک کوئی معنی نہ رکھتی تھی' ہر لحاظ کی پرکھ کے بعد شاید وہ اپنے فیصلے کے صحیح غلط ہونے کی یقین چاہ رہی تھی۔ عورت کی قربت کے فسوں خیز لمحے میں کیے مرد کے عہد و پیمان پر اسے اعتبار نہیں تھا۔

"تم بہت اچھی لگ رہی ہو۔" بغور اس کے سجے سنورے چہرے کو دیکھتا وہ آہستگی سے بولا کہ بلاشبہ ہار سنگھار نے اس کی خوب صورتی میں اضافہ کردیا تھا۔ رات گہری ہوتی جا رہی تھی اور ان کے من پر خاموشی سے بیت رہی تھی۔

اگلی صبح کا سورج طلوع ہوا ہر طرف اجالا پھیلا۔

ربیعہ مسکراتے چہرے کے ساتھ اسے ناشتے کے لیے بلانے آئی۔ اس کا چہرہ معمول سے ہٹ کر کھلتا ہوا محسوس ہو رہا تھا یہ یقیناً کل کے دن کا عکس تھا۔ فطری عکس ورنہ اس نے تو بس نکاح نامے پر سائن کیے تھے۔ کل کے دن اور رات کو لے کر ایسا کچھ خاص محسوس نہیں کیا تھا کہ دھڑکنوں کی بے تابی' بے ترتیب روش کو روح سرشاری میں ڈوب کر

WWW.PAKSOCIETY.COM

سنبھالتی۔

ناشتہ چاروں نے اکٹھا کیا اور لاؤنج میں چلے آئے۔ ہال احسان کی موجودگی کے سبب فروا کوئی بات نہیں کررہی تھی البتہ سعد اسے بجے سنورے روپ میں اپنے گھر دیکھ کر خاصا مسرور تھا۔ نہ ختم ہونے والی مسکراہٹ سے مسلسل دور سے اسے دیکھے جارہا تھا۔ اس کے قریب جانا چاہ رہا تھا اس سے بات کرنے کو مگر تھوڑی سی جھجک کا شکار تھا دراحسان جو کب سے بیٹے کی حرکات کو نوٹ کررہا تھا جھجک کی ایک ہی وجہ اخذ کرسکا کہ اسے فروا کو مخاطب کرنے کے لیے کسی نام کے سہارے کی ضرورت ہے اصل نام تو لے نہیں سکتا تھا۔ ذہن بھی ابھی اس قابل نہ تھا کہ فوراً اسے نئے استوار ہونے والے رشتے کی نوعیت کے سبب اسے ماں کہتا۔

وہ اپنی جگہ ارادہ باندھ رہا تھا کہ رات کے وقت اس سلسلے میں فروا سے بات کرے گا تبھی فروا نے خود سے آگے بڑھ کر سعد کو اپنی گود میں بھرلیا۔ جس پر سعد کی خوشی دیدنی تھی۔ احسان نے ایک دلچسپ نظر بیٹے اور پھر فروا پر ڈالی جو مکمل طور پر اس میں محو احسان کی آنکھوں کی تپش محسوس کرتے ہوئے بھی نظر انداز کررہی تھی۔

شام کو کامل آیا تو وہ سلام دعا کرکے سامنے سے ہٹ گئی۔ بے تکلفی تھی نہیں کہ بات زیادہ کرتی اور شادی کے دوسرے ہی دن بھائی کے سامنے شرم مانع تھی۔ ربیعہ نے ایک دن مزید رکنے کا پوچھا کہ جب تک فروا بھی نئے گھر کے ماحول سے مانوس ہوجائے اس لیے کامل نے اجازت دے دی۔ ڈنر کے بعد ربیعہ سعد کو سلانے لے آئی کہ سارا دن اس نے فروا کے ساتھ گزارا تھا اب رات تک حالت ایسی ہورہی تھی کہ بیٹھے بیٹھے نیند کی وادیوں میں جارہا تھا۔

وہ دونوں بھی کمرے میں آگئے تھے۔ مگر خاموش اور اپنی اپنی جگہ پُرسوچ سے۔ فروا کے پاس کہنے کو کچھ خاص نہ تھا جب کہ احسان صبح کیے گئے ارادے کو اس سے شیئر کرنا چاہ رہا تھا۔

اس کے ہمراہ بیٹھتے ہوئے آہستگی سے اسے مخاطب کیا۔

"سعد پیدائش کے بعد ست ماں کی آغوش سے محروم ہے وہ صرف باپ کی شفقت میں پلا ہے۔ وہ نہیں جانتا ماں کیا ہوتی ہے ماں کی ممتا کا احساس کیا ہوتا ہے؟ نا آج تک اس نے کسی کو ماں کہا ہے اس کی شخصیت کے نکھار اور کردار کی تکمیل کے لیے ماں کا پیار بہت ضروری ہے۔ فروا! کیا تم سعد کو ماں کا پیار دے سکتی ہو؟ کیا وہ تمہیں مما کہہ سکتا ہے؟" احسان کے لب ولہجے میں نہ رعب تھا نہ دبدبہ۔

وہ چند ثانیے کے لیے حیران ہوئی کہ احسان نہایت التجائیہ وآس بھرے انداز میں پوچھ رہا تھا اس پر حکم صادر کرنے کے بجائے جواب طلب کررہا تھا۔

"کیوں نہیں...... ویسے بھی میں اس گھر میں اس کی ماں کی حیثیت سے ہی تو لائی گئی ہوں۔" وہ حقیقت پسند تھی۔

"نہیں...... پہلے تم میری بیوی اور پھر اس کی ماں بنی ہو۔ اس میں زبردستی کی بات ہرگز نہیں ہے نا میں تمہیں فورس کروں گا کہ جبراً کام کیے تو جاتے ہیں مگر احسن طریقے سے نبھائے نہیں جاتے۔" سنجیدگی سے جواب دیتا وہ اس کی طرف دیکھنے لگا۔

"اس میں میرے نزدیک جبر کوئی معنی نہیں رکھتا۔ میں حقیقت پسند لڑکی ہوں جانتی ہوں سعد کی معصومیت ماں کی محبت کی طالب ہے۔ آپ نہ بھی کہتے تو میں اسے اپنی بانہوں میں سمیٹ کر اس کی تشنگی مٹادیتی۔ وہ مجھے اس رشتے سے پہلے ہی بہت عزیز تھا۔" وہ حرف حرف خلوص وسچائی سے بولی۔

احسان جو غیر ارادی طور پر اس کے لب ولہجے پر غور کررہا تھا۔ سرعت سے یقین کرتا ہولے سے مسکرایا کہ باوجود کوشش کے وہ اس کے سابقہ انداز کی رمق بھی گرفت میں نہ لے سکا۔

"ہاں شاید مجھے کہنا بھی نہیں چاہیے تھا خیر شکریہ!" وہ تشکر سے کہتا بے ساختہ اس کا ہاتھ تھام گیا۔ اُم فروا نے البتہ ہاتھ چھڑوانے کی سعی نہیں تھی۔

❁ ❁ ❁

تیسرے ہی دن اس نے گھر کی مکمل ذمہ داری سنبھال لی۔

ربیعہ واپس چلی گئی تھی۔ احسان مزید ایک ہفتے کے لیے گھر میں ہی تھا۔ آفس سے اس نے شادی کے لیے چھٹیاں لی ہوئی تھیں۔ گھر میں رہ رہ کر وہ وقتاً فوقتاً فروا سے ادھر اُدھر کی باتیں کرتا اس کی سوچ جاننے کی سعی میں اس کے لب ولہجے پر بار یک بینی سے توجہ دیتا۔ ساتھ بہن کی بات بھی ذہن میں تھی کہ بیوی سے لاتعلق مت رہنا۔ لاتعلق چھوڑ دینے سے وہ منفی تاثر لے سکتی ہے۔

دوسری طرف اُم فروا اس کی باتوں کو سرسری لیتی زیادہ توجہ واہمیت نہ دیتی کہ ہوسکتا ہے نئی نویلی بیوی کو توجہ دے کر توجہ حاصل کرنے کے چونچلے ہوں۔ اپنے تئیں وہ مرد ذات سے بخوبی واقف ہونے کی دعوے دار تھی۔ فوراً رائے بدلنا مشکل تو تھا ہی مگر اس کے نزدیک بے وقوفی بھی تھی کسی کا اصلی روپ پہلی ملاقات میں ظاہر نہیں ہوتا۔

وہ احسان کے ظاہر کے بجائے اس کا باطن ٹٹولنا چاہتی تھی جس کے لیے اسے کافی وقت درکار تھا۔

اگلی صبح ملازمہ کے آنے سے پہلے اس نے ناشتا بنایا اور سب نے مل کر خاموشی سے ناشتا کیا۔ ناشتے سے فراغت کے بعد برتن سمیٹے دھوئے اور کچن کو اپنے حساب سے ترتیب دیا۔ احسان اسے یہ سب کرتا دیکھتا رہا اور وہ تمام کام نمٹا کر باہر نکلی اور اس کی نظروں سے اوجھل ہوگئی۔ تھوڑی دیر بعد ہاتھ میں موبائل لیے اس کے سامنے تھا۔

"فروا! تمہارے گھر سے کال آئی ہے۔" کہتے ہی موبائل اسے تھمایا اور کچھ فاصلے پر بیٹھ گیا۔

موبائل فون کان سے لگائے وہ آہستگی سے بات کرتی دوسری طرف سے کی گئی باتوں کے مختصراً جواب دے رہی تھی لب ولہجہ عام سا تھا مگر احسان کی موجودگی میں آواز دھیمی تھی۔ الوداعی کلمات ادا کرتی وہ موبائل واپس اسے دینے لگی۔

"یاسر بھائی اور اماں نے بات کی ہے کل ہم سب کو دعوت پر بلایا ہے۔" ساتھ اسے مطلع کیا۔

"ٹھیک ہے چلے جائیں گے کل۔" وہ بولا۔ جانتا تھا شادی کے بعد لڑکی والوں کا دعوت پر بلانا رسم ہے جس کا لڑکی کو خصوصی انتظار ہوتا ہے۔

"میں ایک بار سارا گھر دیکھنا چاہتی ہوں۔" فروا نے فرمائش کی ابھی تک وہ اپنے کمرے لاؤنج اور کچن کو ہی دیکھ سکی تھی۔

"شیور! اب تو یہ گھر تمہارا ہی ہے تم نے ہی سنبھالنا ہے آؤ میں تمہیں دکھاتا ہوں۔" وہ عادتاً وفطرتاً خوش اخلاق تھا۔ فوراً اٹھتے ہوئے مسکرا کر بولا جب کہ فروا کو اس کی بات بہت عجیب لگی تھی جیسے وہ ہنا کر بولا ہو۔ خاموش نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے اس کے سنگ ہولی۔

احسان نے اسے گھر کا ایک ایک حصہ دکھایا سب کے متعلق بتایا۔ چاروں کمروں اور چھت کے بعد اسے لان میں لے آیا۔ جسے دیکھتے ہی نفاست وخوب صورتی مکمل دیکھ بھال کا منہ بولتا ثبوت پیش کررہی تھی۔ اس سے قبل جب وہ سعد کی برتھ ڈے پر آئی تھی تب محض سرسری نظر ہی ڈالی تھی۔ پھل دار درختوں کے علاوہ دیوار کے ساتھ لمبائی میں بنی کیاری میں مختلف قسم کے پھولوں اور گلاب کے پودے تھے۔ وہ خود گارڈننگ کی شوقین تھی دلچسپی سے ان کا جائزہ لیتی رہتی جب کہ احسان اس کا جائزہ لینے میں مصروف تھا۔

اگلی صبح دس بجے کے قریب سعد کو تیار کرنے کے بعد احسان کا ڈریس بیڈ پر رکھے وہ اپنا ڈریس سلیکٹ کرتی خود تیار ہونے چل دی۔ شادی سے پہلے میک اپ بالکل نہیں کرتی تھی مگر ابھی شادی کو ایک ہفتہ بھی نہیں گزرا تھا سو سب کی جانچتی نگاہوں کے تصور میں آتے ہی ان سے بچنے کی غرض سے تیاری کی۔

تیار ہوکر آئی تو احسان بالوں میں کنگھی پھیر رہا تھا۔ طائرانہ نگاہ اس پر ڈالی اور مسکرا دیا وہ باہر چلی آئی۔

میکے میں اس کا پُرتپاک استقبال کیا گیا۔ بھابیاں جن کا دل شروع سے اس کے لیے کھٹا تھا اپنے شوہر حضرات کی

www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM

سخت نظروں اور بعد کی مار سے بچنے کے لیے خوش دلی سے اس سے ملیں۔ اماں کی تو آنکھیں بھر آئیں' گلے لگا کر پیار کیا' دعائیں دیں۔ اپنی لاڈلی بیٹی کے بیٹے اور شوہر کو بھی پیار دیا مگر جو بات وہ محسوس کرکے ششدر سی رہ گئی تھیں وہ یاسر اور عمران کے رویوں اور لہجے میں واضح تبدیلی تھی۔ دونوں نے بڑی اپنائیت ومحبت سے اسے ساتھ لگالیا۔ سر پر برادرانہ دست شفقت رکھ کر حال احوال پوچھا۔ دونوں میں پہلی سی اکڑ' غصہ' تیز لب ولہجہ' کوئی سابقہ بات نہ تھی۔ اس کے ذہن میں ربیعہ کی بات گونجنے لگی۔

تو واقعی یہ حقیقت ہے' عورت کی عزت شوہر کی وجہ سے ہوتی ہے۔ کنواری اور بیاہی بہن سے برتاؤ میں فرق ہوتا ہے۔ وہ سوچنے لگی کیا آج تک وہ دونوں اس کے شادی نہ کرنے کے فیصلے کی وجہ سے سیدھے منہ اس سے بات نہیں کرتے تھے۔

تو کیا شادی ہی بہن بھائی کے درمیان بگاڑ سے فرار کی راہ ہے۔ کوئی واضح فیصلہ وہ نہ کرسکی البتہ مریم بھی وہاں آئی ہوئی تھی۔ جس کے چہرے پر پہلے کی نسبت سکون تھا۔ فروا نے اس پر دھیان دیا اگر بھائی' بہنوئی پر سختی نہ کرتے' ڈراتے دھمکاتے نہ تو یقیناً آج وہ یوں مطمئن سی نہ بیٹھی ہوتی۔ مطلب بھائی بہن کی فکر کرتے ہیں۔

رات گھر واپسی تک غیر محسوس طور پر اس کا ذہن ہلکا اور دل پُرسکون ہوچکا تھا۔

اگلے ایک ہفتے تک اس نے صرف گھر پر توجہ دی۔ احسان کی چھٹیاں ختم ہوچکی تھیں' ناشتے کے بعد وہ آفس کے لیے تیار ہورہا تھا۔ جب اُم فروا کمرے میں داخل ہوئی' احسان کی نظر فوراً اس پر پڑی تو پچھلے کئی دنوں سے ذہن میں گردش کرتی بات کے لیے اس نے اسے مخاطب کیا۔

"سنو فروا......"

"جی۔" وہ ہمہ تن گوش ہوئی۔

"شادی سے پہلے تم ٹیچنگ کرتی رہی ہو؟"

"جی! مگر ابھی دوبارہ جوائن کرنے میں چند دن باقی ہیں۔" اثبات میں سر ہلاتی وہ بتانے لگی۔ ذہن میں فوراً خیال آیا تھا کہ شاید وہ اس سے پوچھنا چاہ رہا ہو کہ پھر تم کب سے جارہی ہو' فطری سچ نے بھی ہلکورہ لیا' بعض مرد عورت کی کمائی میں بھی دلچسپی لیتے ہیں۔

"دوبارہ جوائن کرنے کی ضرورت نہیں ہے' تم ریزائن کردو۔" وہ سر جھکائے بیٹھی تھی جب غیر متوقع بات سننے پر سرعت سے نظر اٹھا کر اسے دیکھا۔

"جی......؟" اس نے استعجاب سے پوچھا۔

"میری خواہش ہے کہ تم میرا' ہمارے بیٹے اور اس گھر کا خیال پورے دھیان سے رکھو۔ میری جتنی سیلری ہے وہ ہم تینوں کے لیے بہت ہے۔ تم دونوں کو اس گھر میں ہر آسائش مہیا کرنا میرا فرض ہے۔" احسان نے نہایت شائستگی سے اپنی بات اس تک پہنچائی اور جواب طلب نظروں سے اسے دیکھنے لگا۔

"جی...... جیسے آپ کی مرضی۔" فروا نے اس کی خواہش کا احترام کیا۔

احسان ہولے سے مسکرادیا کہ اس نے چہرے پر کوئی بھی ناگواری شکن لائے بغیر اس کی بات مان کر اس کے سارے خدشات کو دور کردیا تھا۔

"تھینک یو فروا!" احسان مطمئن سا آفس کے لیے نکل گیا۔

فروا بھی باہر چلی آئی۔ جہاں کھانا بنانے اور صفائی کے لیے رکھی ملازمہ آچکی تھی اور اب اپنے کام میں مصروف تھی۔ فروا سے پہلے گھر میں کوئی عورت نہ تھی جو گھر کا خیال رکھتی' کھانا بناتی' کپڑے دھوتی' استری کرتی' کچن سنبھالتی' صفائی وغیرہ کرتی سو اس کا ہونا لازم تھا۔ دوسری طرف سعد کو سنبھالنے کے لیے گورنس گل بھی آچکی تھی۔ جس کا کام سعد کو سنبھالنا' اس سے باتیں کرنا' اس کے ساتھ کھیلنا اور اس کے کھانے پینے کے علاوہ تمام ضروریات کا خیال رکھنا تھا۔ گل نے آتے ہی سعد کو اپنی تحویل میں لے کر اپنی ڈیوٹی سر انجام دینی چاہی مگر آج وہ اس کے ہاتھ نہیں آرہا تھا۔ پچھلے ڈیڑھ ہفتے سے فروا کے ساتھ حد سے زیادہ [illegible] ہوچکا تھا۔

ممّا ممّا کہتا اس کی آغوش میں آچھپا۔

"اسے میرے پاس ہی رہنے دو۔" جب سعد گورنس گل کے لاکھ کہنے پر بھی اس کے پاس نہ گیا تو فروا نے کہا۔ وہ آہستگی سے چپ چاپ وہاں سے ہٹ گئی۔ پھر یہ روز کا معمول بن گیا۔

گل کے آتے ہی سعد فروا کے پاس آجاتا اور گل آتی' بیٹھتی اور سارا وقت فارغ بیٹھ کر یا فروا سے تھوڑی بہت باتیں کرکے چلی جاتی۔ فروا اس کی باقاعدگی سے آمد اور فراغت کو کئی دنوں سے نوٹ کررہی تھی۔ چند دنوں بعد مہینہ پورا ہوا تو اس نے احسان سے تنخواہ لی' ملازمہ بھی تنخواہ لینے حاضر تھی۔ ساتھ ہی اجازت بھی کہ اب وہ مزید کام نہیں کرسکتی وہ گاؤں واپس جارہی ہے۔ جس پر احسان نے پریشانی ظاہر کی مگر فروا نے اسی لمحے احسان سے بات کرنے کا سوچا۔ دیکھ بھی چکی تھی کہ گورنس اور ملازمہ دونوں کی تنخواہ ٹوٹل چھ ہزار بنتی تھی' مطلب اچھی خاصی رقم جو باہر جارہی تھی اسے بچایا جاسکتا ہے۔

رات اس کو کھانا سرو کرکے اپنے مخصوص خاموش و قدرے تفتیشی انداز میں اس کے سامنے بیٹھ کر اس کی فراغت کا انتظار کرنے لگی۔

"کوئی کام ہے فروا تو کہو؟" کھانے کے دوران وہ خود ہی مخاطب ہوا۔

"جی! آپ سے ملازمہ اور گورنس کے متعلق بات کرنی تھی۔" وہ آہستگی سے گویا ہوئی۔

"ملازمہ کی تم فکر نہ کرو' ایک دو دن میں' میں نئی ملازمہ کا بندوبست کردوں گا۔" وہ رسان سے بولا۔

"نہیں! اس کی ضرورت نہیں ہے۔ پہلے کی بات اور تھی' کام کا مسئلہ تھا مگر مجھے گھر کے سب کام آتے ہیں اور اب گورنس کی بھی کوئی ضرورت نہیں رہی۔ سعد کو میں خود سنبھال لوں گی' پچھلے ایک مہینے سے وہ میرے ساتھ بہت اٹیچ ہوگیا ہے' گل کے پاس نہیں جاتا۔ وہ آتی ہے اور فارغ بیٹھ کر وقت گزار کر چلی جاتی ہے۔ ہر ماہ دونوں کو اتنی رقم دینے کے بجائے سیو کی جاسکتی ہے اگر آپ کو مجھ پر یقین ہو تو میں یہ دونوں ذمہ داریاں نبھا سکتی ہوں۔" وہ اپنی بات کرکے اس کے جواب کی منتظر تھی۔

"اس سے اچھی بات اور کیا ہوگی کہ تم خود یہ ذمہ داریاں اٹھاؤ۔ مجھے خود ملازمہ اور گورنس کو گھر اور سعد کی ذمہ داری سونپ کر اطمینان نہیں تھا مگر مجبوری کے تحت انہیں رکھنا پڑا اور جہاں تک بات تم پر یقین کی ہے تو تم میری بیوی' میرے بچے کی ماں ہو۔ تم سے بہتر ہمیں کون سنبھال سکتا ہے۔" وہ اسے بھرپور یقین دلاتا مگر یہ جاننے میں ناکام رہا کہ اسے شوہر کی محنت اور حلال کمائی کی قدر کے ساتھ اس کے بیٹے سے محبت ہے یا......؟

❁......❁......❁
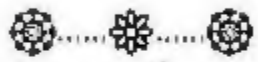
"پاپا! جب سے مما آئی ہیں میں دودھ کا پورا گلاس پیتا ہوں۔" سعد احسان کی گود میں بیٹھا اسے بتارہا تھا۔

"یہ تو بہت اچھی بات ہے۔" اس نے مسکرا کر بیٹے کو پیار کیا۔

"پتا ہے پاپا! جب گل آنی یہاں ہوتی تھیں تو وہ مجھے آدھا گلاس دیتی تھیں اور آدھا خود پیتی تھیں اور مجھے کہتی تھیں اگر تم نے پاپا کو بتایا تو میں ماروں گی۔ وہ مجھے مارتی بھی تھیں اور ہر وقت ڈانٹتی بھی تھیں۔" سعد بڑی معصومیت سے پہلی بار اسے حقیقت بتارہا تھا کہ اب گل کے جانے کے بعد اسے مار کا خوف نہیں تھا۔

احسان نے سنجیدگی سے اسے دیکھا پھر ساتھ بھینچ لیا۔ ذہن حیران تھا وہ تو یہی سمجھتا رہا کہ سعد گل کے ساتھ خوش ہے' جبھی کبھی شکایت نہیں کی مگر ربیعہ کی تمام باتیں اس کے کانوں میں گونجنے لگی تھیں۔

"میرے بیٹے کو اپنی مما کیسی لگتی ہیں؟" احسان نے کسی خیال کے تحت اس سے پوچھا۔

"بہت اچھی...... پتا ہے مما مجھ سے بہت پیار کرتی ہیں' اپنے ہاتھ سے کھانا کھلاتی ہیں اور میرے ساتھ کھیلتی بھی ہیں۔" وہ خوشی خوشی بتانے لگا۔

احسان نے ذرا پیچھے مڑ کر فروا کو دیکھا جو بڑے انہماک سے اس کے کپڑے پریس کررہی تھی وہ تشکر سے مطمئن سا

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

مسکرادیا۔

شادی کو دو ماہ کا عرصہ گزر چکا تھا۔

اُم فروا شادی سے پہلے والی کیفیت کا ایک بار بھی شکار نہیں ہوئی تھی۔ گھر بدلتے ہی ماحول کے بدلاؤ نے اس کے مزاج میں ٹھہراؤ پیدا کر دیا تھا۔ سارا دن گھر کے کاموں میں مصروف رہتی۔ سعد کے ساتھ وقت گزارتی۔ احسان آفس سے واپس آتا تو اس کا خیال کرتی۔ وہ باتیں کرتا تو بنا اکتاہٹ کے جواب دیتی' ساتھ ہی دانستہ اپنی سوچ کے تحت اس کے لب و لہجے پر غور کرتی۔ ابھی تک واضح طور پر اپنے فیصلے کے صحیح غلط ہونے کا اندازہ نہیں لگا پائی تھی۔ اپنے زندگی کے سب سے اہم فیصلے کو اس نے جوا سمجھ کر کیا تھا۔ جس میں اسے ہار جیت سے زیادہ صحیح یا غلط معلوم کرنے میں دلچسپی تھی۔

اگلے دو مہینے بعد سعد بھی اسکول میں داخل ہوگیا۔

احسان نے محسوس کیا تھا کہ فروا کے آنے کے بعد سعد میں کافی حد تک خود اعتمادی پیدا ہوگئی تھی۔ اس نے ضد کرنی بھی چھوڑ دی تھی مگر وہ ابھی تک فروا کو ٹھیک سے سمجھ نہیں پایا تھا۔ وہ بہت عمدہ طریقے سے سب ذمہ داریوں کو ہینڈل کر رہی تھی۔ بنا کسی ناگوار شکن کو ماتھے پر سجائے۔ دونوں اپنی اپنی جگہ ایک دوسرے کا اصل روپ سامنے آنے کے منتظر تھے۔

انہی دنوں اُم فروا کی طبیعت کچھ بوجھل بوجھل سی رہنے لگی۔ جی بھی بُری طرح متلانے لگا' جسم پر سستی چھانے لگی مگر احسان کو مطلع کیے بنا معمول کے مطابق کام سرانجام دیے جا رہی تھی اپنی حالت پر غور کرنے کا خیال آیا ہی نہیں تھا۔

دو تین دن بعد ربیعہ آئی تو اسے نظر بھر کر دیکھا مگر منہ سے کچھ نہ بولی لیکن سعد کو کھانا کھلانے کے بعد جب وہ خود کھانا کھانے بیٹھی تو پہلے ہی نوالے پر الٹی ہوئی تو ربیعہ اسے دیکھ کر مطمئن سی مسکرادی کہ گویا تصدیق ہوگئی تھی۔

''پتا نہیں کیا ہوتا جا رہا ہے مجھے پچھلے دو ہفتوں سے یہی کیفیت ہے۔ طبیعت ناساز رہتی ہے' جسم ایک دم تھکاوٹ کا شکار ہونے لگتا ہے حالانکہ کام بھی اتنا نہیں ہوتا۔'' واپس اپنی نشست سنبھالتی وہ اسے عام سے لہجے میں بتانے لگی۔

''تو اس میں پریشان ہونے کی تو کوئی بات نہیں تمہیں تو خوش ہونا چاہیے۔'' ربیعہ خوش گوار مسکراہٹ کے ساتھ بولی۔

''کیوں؟'' وہ حیران ہوئی۔

''تم ماں بننے والی ہو فروا!'' خوشی سے اس کے کوش گزار ا۔

''نہیں تو..... کیا سچ میں ایسا ہے؟'' اسے یقین نہ آیا۔

''ہاں جہاں تک مجھے لگتا ہے۔ بہرحال احسان آئے تو اس کے ساتھ ڈاکٹر کے پاس جانا تاکہ میں جاتے ہی کامل اور اماں کو یہ خوش خبری سنا سکوں۔'' ربیعہ نے اسے کہا۔ بے ساختہ فروا کے چہرے پر شرمگیں سی مسکراہٹ نے احاطہ کیا۔

شام کو احسان گھر آیا تو ربیعہ نے اس کے چائے ختم کرتے ہی گھوما پھرا کر اسے بتایا اور کہا کہ ابھی ڈاکٹر کے پاس لے جائیں۔ وہ سنتے ہی خوش گوار حیرت و خوشی کے ملے جلے تاثرات میں مبتلا ہوا۔ سعد کو ربیعہ کے حوالے کیا اور اُم فروا کو لیے لیڈی ڈاکٹر کے پاس گیا' چیک اپ ہوا کچھ ہی دیر میں رپورٹ آئی' اندازہ بالکل سچ ثابت ہوا۔ وہ اپنے تئیں بھی تصدیق ہوتے ہی اس کے اندر سرشاری سی پھیل گئی تھی۔ مریم کی بے اولادی کے بعد عذاب ہوتی زندگی نے کہیں نہ کہیں اس کے اندر خوف ضرور بٹھا دیا تھا مگر ساتھ ہی ایک اور سوچ ذہن میں ہلکورا لے کر جاگی' جس کا جاتے ہی اس نے ربیعہ کے سامنے اظہار کیا۔

''جہاں اس شادی کے پیچھے میری زندگی کا فیصلہ بہت سی وجوہ لیے تھا' وہیں احسان نے بھی اپنے لیے شادی نہیں کی۔ مجھے اس بات کا احساس شروع دن سے تھا کہ میری ذمہ داری سعد ہے اس کی بہتر تربیت ہے میرے دل میں بار بار یہ سوال آ رہا ہے کہ کیا احسان یہ خبر سن کر خوش ہیں؟ ابھی وہ یہ سب چاہتے ہیں اگر نہیں تو میں خودغرض بالکل بھی نہیں ہوں۔ صرف سعد کو اپنی اولاد سمجھتے ہوئے میں ان کی خواہش کا احترام کروں گی۔''

''ارے نہ پاگل' مت سوچو ایسا' وہ بہت خوش ہے میں نے دیکھی ہے اس کی آنکھوں میں خوشی۔'' ربیعہ نے اسے یقین دلایا۔

جبھی وہاں سے اتفاقاً گزرتے احسان کے قدم رکے' وہ سب سن چکا تھا۔ فروا کی بات پر چونکا اور فوراً اس کی طرف چلا آیا' وہ اسے سامنے دیکھ کر حیران سی ہوگئی۔

''سعد کی ماں ہونے کے علاوہ تم میری بیوی بھی ہو اور اگر خدا مجھے تم سے مزید اولاد کی نعمت سے نوازنا چاہتا ہے تو میں بھلا کیوں اس کی نعمت سے انکاری ہوسکتا ہوں۔ میری بیوی ہونے کی حیثیت سے میری اولاد کو جنم دینا' ماں کا رتبہ حاصل کرنا تمہارا حق ہے۔ میں تم سے تمہارا حق چھین کر اللہ کے یہاں تمہارے حق میں گناہ گار نہیں بننا چاہتا۔ سعد میرا نہیں ہمارا بیٹا ہے اور میں بہت خوش ہوں' تم آئندہ پلیز ایسا مت سوچنا۔'' وہ ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہتا فروا کے دل کو انجانے میں مطمئن کر گیا۔ وہ اپنی سوچ پر اسی لمحے پچھتائی۔

آج کافی عرصے بعد یہ بات اس نے تسلیم کی' احسان ہر معاملے میں سب مردوں سے الگ تھا' کامل کو بھی سوچا جو گھر آتے ہی ہنستے مسکراتے چہرے کے ساتھ ماں اور بیوی کے ساتھ باتیں کرتا۔

وہ مزید وسعت سے سوچنے لگی۔

کامل کے علاوہ وہ دونوں بھائی دن میں ایک بار تو ضرور بنا کسی بات اور وجہ کے بیوی' بہن اور ماں کسی سے بھی الجھ جاتے' بچوں پر اپنا غصہ نکالتے۔

مگر احسان...... اس نے کبھی سعد کو گھور کر بھی نہ دیکھا۔ ربیعہ جب بھی آتی اسے عزت و محبت سے مخاطب کرتا۔ فروا سے بھی کبھی کوئی بات غلط نہ کی۔ جب بھی اسے پکارتا ایک خاص حد کے اندر رہ کر' اس کے تمام حقوق کا خیال رکھتا۔

اس کے دونوں بہنوئی اپنے سسرال کے ہر فرد خصوصاً بیویوں کے بھائیوں پر یوں چڑھ دوڑتے جیسے ان کی بہن بیاہ کر احسان عظیم کیا ہو مگر کامل نے ربیعہ سے جڑے اس کے رشتہ دار سے ملتے وقت خوش اخلاقی کا مظاہرہ کیا۔ نہ کبھی کامل نے احسان کو اور نہ احسان نے فروا کے بھائیوں سے بدزبانی کی۔

فروا نے کروٹ بدل کر احسان کو دیکھا جو نیند کے مزے لوٹ رہا تھا۔ وہ پھر سے خیالات میں ڈوبی۔

کہیں بھی یاد نہ پڑا کہ کبھی اس نے احسان سے کہا ہو فلاں فلاں چیز ختم ہوگئی ہے' چینی یا پتی کم ہے' آٹا ختم ہوگیا ہے۔ وہ اس معاملے میں بھی نہایت ذمہ دار تھا۔ فروا کے کہنے سے پہلے تمام چیزیں لاکر رکھ دیتا اور سب سے اہم بات اس نے آج تک احسان کی آنکھوں میں عورت کی تذلیل تضحیک کو محسوس نہیں کیا تھا۔ فروا نے سونے سے قبل نہایت سچائی سے اعتراف کیا۔

احسان اسے خصوصاً عورت کو عزت کی نگاہ سے دیکھتا تھا۔ اس رات کے بعد فروا کی زندگی میں آنے والی ہر نئی صبح خوش گوار تھی۔

گزرے چھ ماہ میں اسے کوئی ذہنی پریشانی نہ ہوئی تھی نہ دل سکون سے خالی تھا۔ کوئی ایک دن بھی اس کے میکے کی زندگی سے مشابہہ نہیں تھا۔ وہ لڑائی پسند ہرگز نہ تھی' بس شروع سے اپنے حق اپنے دفاع کے لیے بولتی' جسے بدزبانی اور بے حیائی سمجھ کر بھائی بھابیاں اس سے الجھتے اور ہر روز ایک ہی وجہ پر لڑائی ہوتی جس کے بعد سوچ سوچ کر تنفر سے وہ اندر ہی اندر مٹنے لگتی۔

ایسے میں احسان کی آمد...... ربیعہ اور کامل کا اسے قائل کرنا...... اور اس کی شادی کے لیے آزمائشی رضامندی۔

اس نے شادی کو جوئے کا کھیل سمجھ کر کھیلا۔

تو کیا وہ کھیل جیت جانے کے قریب تھی......؟

آزمائش میں اترنا اس کے لیے سودمند تھا؟

ابھی ابتدائی مراحل میں تھی۔ احسان اسے غیر معمولی توجہ دینے لگا۔ اس کے کھانے پینے کا خیال رکھتا' بھاری کاموں سے روکتا کہ ابتداء میں احتیاط ضروری ہے۔ وہ کپڑے دھوتی تو خود چھت پر لے کر جاتا' تار پر ڈالتا اور فروا اسے منع کرنے کی ناکام کوشش کے بعد چپ ہو جاتی مگر اپنی بدلتی کیفیت کو وہ محسوس کرتی جو ہر فکر سے ماورا' ذہنی خلفشار سے آزاد ہوتی' احسان کی توجہ سے اس کی شخصیت نکھرنے

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

لگی تھی۔ احسان ہر ماہ باقاعدگی سے اسے چیک اپ کے لیے لے کر جاتا۔ کئی دفعہ سعد سمیت وہ میکے رہنے گئی تو بھی رابطہ منقطع نہ کیا' فون پر اس کی خیریت دریافت کرتا' ادھر اُدھر کی باتیں کرتا۔

فروا احسان کے بارے میں سوچنے لگی اس کو بیٹا چاہیے یا بیٹی مگر احسان نے اس کی فکر دور کردی۔

"بیٹا ہو یا بیٹی میری اوقات کہاں کہ اللہ کے کاموں میں مداخلت کروں' بلا جواز اعتراض اٹھاؤں' بس میرے ساتھ تم بھی دعا کرنا' جو بھی ہو صحیح سلامت ہو۔" فروا اس کی بات پر مطمئن سی ہوگئی۔

وہ کہیں نہ کہیں اب رب کے حضور اپنے نصیب پر شکر گزار تھی' اتنے کڑے ذہنی حالات پر مشتمل دس سال جس فیصلے پر قائم رہی' اسے بدلا بھی تو بدلے میں ایسا ہم سفر ملا جو دھیرے دھیرے اس کے دل پر چھائی کثافت مٹا رہا تھا۔ بس اعتراف باقی رہ گیا تھا۔ وہ آخری مراحل میں داخل ہوچکی تھی اور گزرتے ایک دن کے ساتھ اپنے اندر رونما ہوتے بدلاؤ کو محسوس کررہی تھی بالآخر اس کی سوچ نے نیا رخ اختیار کرلیا۔

آخر کار احسان کے روپ کا بہروپ اس کے سامنے آ گیا۔ وہ اندر باہر سے ایک جیسا تھا' نرم طبع' گداز دل کا مالک۔ فروا کے دل میں نئے جذبے کا احساس پیدا ہوا' جو بے حد خوب صورت تھا' سکون بخش تھا' جسے محسوس کرنے کے بعد وہ اعتراف کرگئی' احسان کا اس کی زندگی میں آنے والے مردوں سے مختلف ہونا اس کی خوش نصیبی تھی۔ سہیل سے شادی سے انکار دس سالہ فیصلے میں بے شمار رشتے ٹھکرانا اور احسان کا اس کی زندگی میں آنا بے شک اس میں اللہ کی مصلحت پوشیدہ تھی۔ شاید اسی طرح اس کا دل صاف ہونا تھا۔

❁ .... ❁ .... ❁
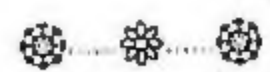
احسان نے ایک نظر اپنے پہلو میں ڈالی' جہاں فروا نیند کی پُرسکون وادیوں میں اتری ہوئی تھی۔ وہ کروٹ بدل کر اسے دیکھنے لگا' اس کے بکھرے ہوئے سراپا پر نظر ڈال کر اپنے اندر جھانکنے لگا۔

شادی کے وقت جو خدشات جو فکر اسے ستا رہی تھی اپنے اندر اسے تلاش کرنے لگا۔ شادی سے پہلے گھر یلو لڑائی میں اس نے فروا کو غصے میں دیکھا تھا۔ عورتوں کو اونچی آواز زیب نہیں دیتی' شائستہ زبان' نرم لہجہ' خوش اخلاق رویہ' عورت کی نسوانیت کو نازک اور معصوم ظاہر کرتا ہے' عورت کو زیب دیتا ہے۔ مگر جب ربیعہ نے اسے فروا سے شادی کے لیے کہا تب اس کا شاکڈ ہونا لازمی تھا۔ اول تو وہ اپنے بیٹے کے لیے سوتیلی ماں لانا نہیں چاہتا تھا' اس نے ربیعہ کو فروا کی تیز مزاجی' بدزبانی کی جھلک دیکھنے کے بعد فوراً انکار کرنا چاہا مگر وہ بضد ہوگئی' اسے سمجھاتی رہی تھی۔ جیسے بھی کرکے ربیعہ نے احسان کو منا لیا تھا۔

بہت سے خدشات کے ساتھ سعد کا مستقبل بھی داؤ پر لگا کر اس نے شادی کی' فروا گھر آ ئی ربیعہ کے کہنے کے مطابق احسان نے اسے اس کا ہر حق دیا اور بدلے میں انتظار کیا' اس کی محبت' پیار اور توجہ کے بجائے اس کے غصے کا۔ ہاں وہ فروا کو اس کے اصل روپ میں دیکھنا چاہتا تھا' شادی کے بعد فروا کا خاموش' سلجھا ہوا لہجہ اسے وقتی اثر لگتا' مگر اس نے بہت کوشش کی وہ نہ غصے میں آئی نہ چیخی چلائی' نہ زبان کو بے لگام ہونے دیا بلکہ شادی کے تیسرے ہی دن گھرداری سنبھالی۔ اس کے کہنے پر جاب چھوڑی' ملازمہ کے جانے کے بعد کچن سنبھالا باقی امور بھی بہ خوبی سرانجام دیے۔

گورنس کو ہٹا کر سعد کو سنبھالا' اس کی ضروریات کا باحسن خیال رکھا اور پہلا خوش گوار احساس اس کے دل میں تب محسوس ہوا جب سعد نے فروا کے خود سے لگاؤ اور گورنس کے برتاؤ کو سامنے لایا' وہ ضد چھوڑنے لگا' دن بہ دن صحت مند ہوتا جارہا تھا۔ ایک دو بار وہ آفس سے جلدی واپس آیا یہ دیکھنے کہ سعد سے اس کے سامنے اپنائیت کا ڈھونگ تو نہیں رچا رہی مگر اسے بہت جلد ماننا پڑا کہ فروا واقعی اس کے بیٹے کو اپنا ہی بیٹا سمجھتی ہے۔ پیار دیتی ہے' لاڈ دیتی ہے' جبھی وہ اس کے سامنے سعد کو ہمارا بیٹا کہنے لگی تو

پھر جب وہ امید سے ہوئی تو وہ بالکل غیر ارادی طور پر اس کی طرف بڑھنے لگا۔ تمام خدشات بھی مٹ چکے تھے' بُری تو وہ پہلے بھی نہ لگتی تھی بس اس کی تیز مزاجی سے خائف دکھتا تھا' عرصہ ایک چھت کے نیچے ایک گھر میں رہ کر تمام حقیقت واضح ہوگئی' وہ دل کی بُری نہیں تھی۔

احسان نے پختہ ارادہ کرلیا تھا کہ فروا کی طرف تمام جذبات سمیت بڑھ کر اسے اعتماد دلانا اور اس کا دل صاف کرنا اب ضروری تھا۔ تنفر کو ختم کرکے محبت کا بیج بونا تھا۔ اسے نئی آنے والی روح کا انتظار تھا' نکاح جیسے مضبوط مقدس رشتے نے اپنا اثر دکھانا شروع کردیا تھا۔ محبت ایک فطری عمل ہے جسے سوچ سمجھ کر نہیں کیا جاتا۔ احسان کے ساتھ بھی یہی ہوا' اس پر انکشاف ہوچکا تھا۔

اسے فروا سے محبت ہوگئی تھی اور یہ کوئی شرم کی بات نہ تھی' فروا اس کی بیوی تھی۔ جس نے اپنی ذات سے اس کے دل میں جگہ بنائی۔ اسماء سے بھی اسے محبت تھی مگر اب وہ یہاں نہیں تھی اور اس کی بھی مرنے سے پہلے یہ خواہش تھی جسے دانستہ نادانستہ وہ پوری کرچکا تھا۔

وہ خود بخود فروا کے قریب ہونے لگا۔ اس کا خیال رکھتا لیکن دل میں ایک خوف جگہ بنا چکا تھا' عجب بے چینی اسے گھیرے رکھتی' کسی انہونی کا احساس اسے بے سکون کرگیا تھا۔ ہر لمحہ مضطرب' بے قرار سا اس کے اردگرد گھومتا رہتا۔ اسے اپنی آنکھوں کے سامنے ہر پل دیکھنے کی خواہش کرتا کہ گویا یہ وقت اس کے لیے بہت اہم تھا مگر دل تھا کہ مضطرب' بے چین ہر پل تڑپ کا شکار......!

اور اس تڑپ کی وجہ اسے نہیں معلوم تھی۔ وہ سوچوں کے بھنور سے باہر نکلا' ہاتھ بڑھا کر اُم فروا کے چہرے پر آئی لٹوں کو پیچھے کیا۔

"تم میرے لیے بہت خاص بن گئی ہو' اسماء کے بعد اگر میں نے کسی عورت سے محبت کی ہے تو وہ صرف تم ہو۔" احسان نے چاہت سے بھرپور سرگوشی کی۔

❁ .... ❁ .... ❁

اندر باہر کے موسم بدل گئے تھے۔ بس اقرار' اظہار باقی تھا۔ فروا خود سے آگے بڑھنے میں ہچکچا رہی تھی اور احسان اضطرابی کیفیت میں الجھا فوری پیش رفت میں دیر کررہا تھا۔

اس نے سعد کو ناشتہ کروایا کچھ ہی دیر میں اسکول کی وین آئی تو وہ چلا گیا۔ احسان آفس کے لیے تیار ہوکر جانے لگا تو اُم فروا نے اسے روک لیا۔ احسان نے وہیں فائل رکھ کر ضروری چیزیں لیں اور اسے گاڑی تک لایا۔ گاڑی ڈرائیو کرتے ہوئے وہ بار بار فروا کو بے چینی سے دیکھ رہا تھا جو ضبط کے مراحل سے گزر رہی تھی مگر آنکھیں درد کی شدت سے سرخ ہوئے جارہی تھیں۔ وہ اسے تسلی دیتا اسپتال کے سامنے گاڑی روک کر نیچے اترنے لگا مگر جانے کیوں خود کو اس وقت تسلی نہ دے پایا تھا۔

پچھلے کئی دنوں سے جو خوف اس کے اندر سرائیت کرچکا تھا یک دم ہی شدت اختیار کرگیا۔ وہ بمشکل اس کے ساتھ خود کو سنبھالتا اندر لے گیا۔ احسان نے فون کرکے ربیعہ کو مطلع کردیا تھا۔ کاریڈور میں لب بھینچے چکر کاٹتے وہ اپنا آپ ایک بار پھر ٹٹولنے لگا۔ اپنی مضطرب کیفیت کی وجہ جاننے لگا اور اس دوران جس راز و خوف کی جھلک اس پر منکشف ہوئی تھی وہ اس کی روح تک کو تڑپا گئی۔ اس کے چہرے کا رنگ اچانک سے فق ہوا تھا۔ آنکھیں بند کرکے لرزتی دھڑکنوں کو سنبھالنے لگا۔

"یا اللہ! میری فروا کی حفاظت کرنا' اس کی سانسوں کی ڈور میرے لیے' اس کے دونوں بچوں کے لیے سلامت رکھنا۔ میں اسے کھونا نہیں چاہتا۔" اس کے لب دعا کے لیے ہلتے رہے۔

جس انہونی کا احساس اسے بے سکون کیے ہوئے تھا اس ایک لمحے میں وہ اسے جان گیا۔ وہ جانے انجانے میں فروا کو کھونے سے ڈر رہا تھا۔ اسی حالت میں اس کی پہلی محبت اس کی بیوی اسے اکیلا چھوڑ کر دوسرے جہاں چل بسی تھی۔ جہاں سے واپسی کا کوئی امکان ممکن نہ تھا اور اب فروا بھی اسی حالت میں احسان کو اس موڑ پر لے آئی تھی۔ جہاں اسماء کے بعد وہ اسے ہرگز بھی نہیں کھونا چاہتا تھا' جدائی کا

WWW.PAKSOCIETY.COM

www.paksociety.com

WWW.PAKSOCIETY.COM

تصور اس کے لیے موت سے زیادہ اذیت ناک ثابت ہورہا تھا۔ فروا کی محبت نے اسے ایک لمحے میں نڈھال کردیا۔

اس کی ہر سانس فروا کی زندگی کے لیے دعا گو تھی۔

لیبر روم کا دروازہ کھلا اس کی دھڑکن تھمی‘ جسم کا ہر عضو کان بن کر اچھا سننے کے لیے بے تاب ہوا‘ وہ آگے بڑھا۔

”مبارک ہو مسٹر احسان! آپ کی مسز نے بہت پیاری سی بیٹی کو جنم دیا ہے۔ ماں اور بچی دونوں ٹھیک ہیں۔“ لیڈی ڈاکٹر نے ہنستے مسکراتے چہرے کے ساتھ گویا اسے زندگی کی نوید سنائی۔

احسان کے اندر ڈھیروں سکون اترا۔ دعائیں مستجاب ہوچکی تھیں۔

”شکر الحمدللہ!“ تشکر کا کلمہ پڑھتے ہوئے اس نے شکرانے کے نوافل مانے پھر فوراً پوچھنے لگا۔ ”کیا میں ان سے مل سکتا ہوں۔“

”کیوں نہیں لیکن دس پندرہ منٹ بعد‘ تھوڑی دیر میں وہ روم میں شفٹ ہوجائیں تو آپ ان سے مل سکتے ہیں۔“ لیڈی ڈاکٹر کہہ کر چلی گئی۔

احسان نے فروا کے گھر فون کرکے بچی کی پیدائش اور دونوں کی خیریت سے متعلق آگاہ کیا‘ سبھی بہت خوش ہوئے تھے۔ تھوڑی دیر میں اُم فروا کو روم میں شفٹ کیا گیا۔ احسان سرشار اندر داخل ہوا۔ پہلی نظر فروا پر پڑی تو چہرے پر مسکراہٹ سمٹ آئی۔ فروا کے چہرے پر بھی ڈھیروں اطمینان تھا۔ احسان نے بچی کو اٹھا کر بہت سارا پیار کیا اور دوبارہ سے کاٹ میں ڈال کر اس کی جانب بڑھا البتہ ننھی منی پیاری سی گول مٹول بیٹی کو دیکھ کر اس کی آنکھوں میں انبساط کی چمک تیرنے لگی تھی۔

”تھینک یو سو مچ فروا! تم نہیں جانتیں آج تم نے مجھے بہت بڑی خوشی دی ہے۔ آج ہماری فیملی ہماری جنت مکمل ہوگئی ہے۔“ احسان نے سنگل بیڈ پر اس کے قریب ہی بیٹھتے ہوئے اس کا ہاتھ تھام کر جذب کے عالم میں کہا۔

فروا اس کی آنکھوں میں سچائی پڑھ کر شاد ہوگئی تھی۔

”آج میں اپنی قسمت پر نازاں ہوں‘ تقدیر نے تمہیں میرے نصیب میں لکھا یہ میری خوش بختی ہے۔“ وہ آج سب کچھ کہہ دینا چاہتا تھا۔ سب کچھ سننا چاہتا تھا‘ انتظار و خوف مٹا دینا چاہتا تھا۔

”میں آج تم سے اپنے دل کی ہر بات شیئر کرنا چاہتا ہوں۔“ وہ بول رہا تھا۔

”مجھے بھی آپ سے کچھ کہنا ہے۔“ فروا بھی آہستگی سے بولی۔

”میں سننا چاہتا ہوں کہہ دو سب......!“

”آپ میری پچھلی زندگی اور فیصلے کو جانتے ہیں میں اس کا ذکر نہیں کروں گی مگر اتنا ضرور کہوں گی کہ جس فیصلے کو بدل کر میں آزمائش میں اتری‘ آپ کی ذات نے مجھے اس آزمائش میں سرخرو کردیا ہے۔ شادی کے بعد مرد کا بالکل مختلف روپ باقی مردوں کے لیے میری سوچ بدل گیا‘ آپ میری زندگی میں آنے والے وہ واحد مرد ہیں جس سے مجھے کوئی شکایت نہیں‘ میں یہ ماننے پر مجبور ہوگئی ہوں کہ بہت سے مرد عورت کی عزت کرتے ہیں‘ انہیں معاشرے میں ان کا جائز حق دیتے ہیں۔“ وہ اعتراف کرگئی۔

”فروا! میں آج تمہیں معاشرے میں اس بگاڑ اور عورت مرد کے تضاد کی ایک وجہ بتاتا ہوں۔ اگر سب ایک جیسے بھی ہوں تو ان کے رویوں میں تضاد میں جہاں مرد کی فطری اکڑ اور انا ہوتی ہے وہیں کہیں نہ کہیں مرد کے بگاڑ میں عورت بھی شامل عمل ہوتی ہے۔ معاشرہ بھی مرد کی سوچ بدلتا ہے اور تعلیم بھی‘ اس کی ایک خاص وجہ ہے تعلیم سے آدمی خصوصاً مرد انسان بن سکتا ہے‘ عورت کی عزت‘ اس کا مقام جان سکتا ہے۔ مرد کو جنم عورت دیتی ہے اور پڑھے لکھے مرد اس بات کو سمجھتے ہوئے معاشرے میں عورت اور مرد کے تضاد کو ختم کرتے ہیں لیکن ان پڑھ جاہل مرد شعور کی کمی کی وجہ سے حیوان بن جاتے ہیں۔“ احسان نے تفصیلی انداز میں ٹھہر ٹھہر کر کہا۔ فروا خاموشی سے اسے سن رہی تھی۔

”ماں کے روپ میں عورت سب سے پہلے چاہے تو بیٹے کو سدھار لیتی ہے اور چاہے بگاڑ دیتی ہے‘ بیٹے اور بیٹی میں فرق لاتی ہے۔ بیٹے کے روپ میں مرد کو شروع سے عورت پر فوقیت دیتی ہے اور ایک مرد سارا دن کام میں غرق جب تھکا ہارا گھر آتا ہے تو بیوی کی توجہ اور پیار کی طلب اس کے دل میں ہوتی ہے اور بیوی جو ایک عورت بھی ہوتی ہے اس کی تھکن اتارنے کے بجائے گلے شکوے لے کر بیٹھ جائے‘ اس کی ماں‘ بہن کے خلاف باتیں کرے تو وہ فطری طور پر غصہ ہی کرے گا۔ مرد کے سینے میں بھی دل ہوتا ہے جسے بعض اوقات وہ خود نہیں بلکہ معاشرہ اور عورت پتھر بنا دیتی ہے۔“ احسان صاف گوئی مگر سنجیدگی سے بولا۔

”بے شک...... مگر میں ان عورتوں میں سے نہیں تھی بلکہ مجھے ان مردوں نے ہی خود سے نفرت پر اکسایا مگر شادی کے بعد ہر گزرتا دن میری سوچ بدل گیا اور یہ صرف آپ کی وجہ سے ہوا ہے۔“ فروا نے سارا کریڈٹ اسے دیا۔

”شادی سے پہلے میں نے بھی تمہارے متعلق کافی باتیں سن رکھی تھیں‘ بہت سے لوگ تمہارے فیصلے پر اعتراض کرتے تھے اور میں خود بھی تمہیں اپنے فیصلے کے دفاع میں بولتے دیکھ کر تمہاری تیز مزاجی سے خائف تھا‘ میرے دل میں بہت سے خدشات تھے مگر اب میرا دل صاف ہے‘ میں پہلے کی نہیں اب کی بات کروں تو تم واقعی بہت اچھی ہو۔“ وہ اگلی پچھلی باتیں دہرا تار یلیکس تھا۔ فروا نے مسکرانے پر اکتفا کیا۔

”میں نے اپنی پوری سی کوشش کی تھی کہ تمہیں خوش رکھ سکوں‘ تمہاری سوچ بدل سکوں‘ تمہیں ہر جائز حق دے سکوں۔ میری خواہش ہے کہ تم سعد کو ایک ایسا مرد بناؤ جس سے آئندہ کوئی عورت متنفر نہ ہو۔“ اس کے لہجے میں مان تھا۔

”میں آپ کی ہر خواہش کو ضرور پورا کروں گی۔ میں سعد کو اس قابل بناؤں گی کہ کوئی لڑکی اس کے روپ کو دیکھ کر مرد ذات سے متنفر نہ ہو کیونکہ میں اس حقیقت کو تسلیم کرتے ہوئے یہ اعتراف کرنے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتی کہ عورت بے شک ماں باپ کے گھر بوجھ نہ سہی پر وہ اپنے شوہر اور بچوں کے بغیر نامکمل رہتی ہے۔ وہ سکون بھائی بھابیوں سے نہیں مل سکتا جو اسے شوہر کی ذات سے اس کے گھر میں ملتا ہے اور میں کوشش کروں گی کہ ہماری بیٹی ایسی عورت‘ ماں اور بیوی نہ بنے جو مرد کے بگاڑ کا سبب بنے۔“ فروا پُر وثوق سے بولی‘ وہ مطمئن ہوا۔

دونوں ایک دوسرے کو پرکھ چکے تھے‘ تھوڑی بہت جو سوچ میں کثافت تھی دل جذبات سمیت اسے مٹا چکے تھے اب بس صرف جھجک کو مٹانا تھا‘ محبت کو باقاعدہ سے جگہ دے کر زندگی کو اس کے تمام رنگوں سے جینا تھا۔

”جس طرح تم نے سعد کو پیار دیا‘ گھر کو سنبھالا میں چاہتا ہوں اسی اپنائیت سے تم میرا ہاتھ تھام لو‘ محبت کو گواہ بنا کر میں تم سنگ جینا چاہتا ہوں۔ ساتھ دو گی میرا؟“ ہاتھ اس کے سامنے پھیلا کر چاہت سے لبریز لہجے میں کہا۔

وہ کیونکر انکار کرتی

محبت تو اس کے دل میں بھی تھی

”جنہیں دل میں جگہ دی جائے مسافت انہی کے سنگ طے کی جاتی ہے اور زندگی کے سفر میں آپ مجھے اپنے ساتھ پائیں گے۔“ انبساط کے جگنو سمیٹ کر فروا نے اس کا بڑھا ہوا ہاتھ تھام لیا۔

احسان کو اس کے اقرار سے ہر احساس خوب صورت لگنے لگا۔

اور اب کم از کم اس کے دل میں تمام مردوں کے لیے نفرت نہیں تھی اور جن کے لیے تھی وہ ان سے مزید کرنے کا کوئی ارادہ ہرگز بھی نہیں رکھتی تھی کہ احسان اپنی تمام تر محبتوں سے اس کے ذہن و دل پر قابض ہوچکا تھا۔

آئندہ زندگی حسین ہوگی۔ اُم فروا آسودگی سے مسکراتی اس کے شانے پر سر ٹیک کر آنکھیں موند گئی۔

www.aanchal.com.pk
http://onlinemagazinepk.com/

WWW.PAKSOCIETY.COM